اہل سنت کا ترجمان
ماہنامہ بقیع کراچی
NOVEMBER 2023
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 353
Regd. # MC-1177

اردو ترجمہ

تَبعِيدُ العُلَمَاء عَن تَقرِيبِ الأُمَرَاء

المُصنّف

للإمام مُلا علی القاری الهروی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۰۱٤ھ

ترجمہ و تخریج

علامہ محمد احمد بن محمد نثار حفظہ اللہ

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

اردو ترجمہ

تَبعِیدُ العُلمَاء عَن تَقرِیبِ الأمَراء

مُصنّف

للإمام مُلّا علی القاری الہروی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(متوفی:۱۰۱۴ھ)

ترجمہ و تخریج

علّامہ محمد احمد بن محمد نثار حفظہ اللہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب : اردو ترجمہ "تَبعِیدُ العُلَمَاء عَن تَقرِیبِ الأمَراء

مُصنّف : للإمام مُلّا علی القاری الهروی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ و تخریج : علّامہ محمد احمد بن محمد نثار حفظہ اللہ

سن اشاعت : جمادی الاوّل ۱۴۴۵ھ / نومبر ۲۰۲۳

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری : www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

پیش لفظ

علماء انبیاء کے وارث ہیں اور وارثِ انبیاء ہونے کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری بھی عام افراد سے زیادہ ہے اور اسلام کی تعلیمات بلاخوف وخطر اُمتِ مسلمہ تک پہنچانا اہم ترین ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہو سکتی ہے وہ امراء و سلاطین کا قُرب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں امراء اور سلاطین کے سامنے حق بیان کرنے کی ترغیب دی گئی اور اُن کی مجالس کو اختیار کرنے اور اُن کی خوشامد کرنے کی مذمت بیان کی گئی۔

چنانچہ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں: علماء اللہ کے بندوں پر اُس کے رسولوں کے بعد ذمہ دار ہیں جب تک سلاطین کے ساتھ اُن کا ملنا جلنا نہ ہو۔ اگر انہوں نے اربابِ اختیار سے اختلاط رکھا تو اللہ کے رسولوں کے ساتھ خیانت کی لہٰذا ایسے لوگوں سے بچ کر اور دُور دُور رہو۔ (احیاء العلوم، ۱/۱۰۱)

زیر نظر رسالہ "تبعید العلماء عن تقریب الامراء" امام مُلا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جس میں آپ نے علماء کا امراء اور سلاطین کی مجالس سے دور رہنے پر قرآن وحدیث واقوالِ سلف صالحین سے دلائل بیان کئے ہیں جسے جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ اشاعت کے ۳۵۳ ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول کو فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

ابو ثوبان محمد کاشف العطاری المدنی

خادم دارالافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمام حمد للہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس نے علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنایا اور اولیاء و اصفیاء کے سلسلہ کے معاملہ میں واسطہ بنایا اور ان کو امراء و اشراف کی ملازمت کی ذلت سے بے پرواہ کر دیا۔ اور صلوٰۃ و سلام ہو اس بہترین شخصیت پر جو ہدایت و اقتداء کے وصف کے ساتھ متصف ہے اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور ان کی پیروی کرنے والوں پر اور ان کے محبوبوں پر کہ ایسے ستارے ہیں کہ جن کی پیروی کی جاتی ہے۔

امابعد :

حرم کے رب باری تعالیٰ کی پناہ پکڑتے ہوئے علی بن سلطان محمد القاری عرض کرتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اسکی نشانیاں عظیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

"وَلَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ" (هود: 113)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

رکون سے مراد تھوڑا سا جھکاؤ ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

"وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰكَ لَقَدۡ كِدتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ شَيۡـًٔـا قَلِيۡلًا" (بنی اسرائیل: 74)

اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکتے۔

اس میں کئی چیزوں میں مبالغے ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ ثابت قدمی عطا فرمائی اس طرح کہ آپ نے باطل کی طرف تھوڑی سی توجہ بھی نہیں فرمائی۔

ظلم کا لغوی معنیٰ: شے کو اس کی جگہ میں نہ رکھنا ہے اور اس کا زیادہ شدید (سخت) معنیٰ شرک اور کفر کی انواع ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

"اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ" (لقمان:13)

بیشک کفر بہت بڑا ظلم ہے۔

اور ظلم کا ادنی معنی دل میں اللہ تعالی کے علاوہ کی محبت رکھنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کے فرمان عالی شان میں اس طرف اشارہ ہے۔

"وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ" (الکھف:28)

اس کا کہنا مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔
اور کم درجہ کا شرک ہے جیسا کہ اس کی طرف عارف کامل ابن فارض [1] کے کلام میں اشارہ ہے

ولو خطرت لی فی سواك ارادة

علی خاطری سهوا حکمت بردتی

اگر میرے دل میں تیرے سوا کا ارادہ پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں میں مرتد ہو گیا۔
اور عرف میں ظلم سے مراد، غیر کا مال اور اس کی زمین اور اس کی جان کی طرف بغیر کسی شرعی وجہ کے متوجہ ہونا ہے اور وہ ظلم کی بہت ناپسندیدہ قسموں سے ہے۔ اور اس کو مہربانی اور بردباری سے دور کرنا چاہیے۔ اس کی تائید ایک حدیث شریف سے ہوتی ہے۔

حدیث شریف یہ ہے کہ "اعمال نامے تین ہیں، ایک وہ کہ جس میں سے اللہ تعالی کچھ بھی معاف نہیں فرماتا اور دوسرا وہ کہ جس میں سے اللہ تعالی کسی بھی شے کی پرواہ نہیں فرماتا اور تیسرا وہ کہ جس میں اللہ تعالی کچھ بھی نہیں چھوڑتا، بہر حال وہ اعمال نامہ کہ جس میں سے اللہ تعالی کچھ بھی معاف نہیں فرماتا وہ اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور وہ اعمال نامہ کہ جس میں سے اللہ تعالی کسی شے کی پرواہ نہیں فرماتا وہ اعمال نامہ ہے کہ بندہ اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اس بناء پر جو بندے اور رب کے درمیان ہے یعنی روزے چھوڑنا نمازیں ترک کرنی وغیرہ، بیشک اللہ تعالی معاف فرمائے گا اگر چاہے گا اور درگزر

---

1 هو عمر بن الفارض، ابو الحسن شرف الدین، صاحب الدیوان المعروف، (مات سنة 632ھ) . انظر طبقات الاولیاء لابن ملقن (ص 465)

فرمائے گا۔ اور وہ اعمال نامہ کہ جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہیں چھوڑے گا پس وہ بندوں کے ایک دوسرے پر ظلم ہیں، ان کا قصاص لازمی ہوگا"۔[2]

اس حدیث مبارکہ کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت کیا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان سے درزی نے سوال کیا، کیا میں ان ظالموں کے مددگاروں میں سے ہوں۔ فرمایا نہیں بلکہ تم ان ظلم کرنے والوں میں سے ہو اور ان کے مددگاروں میں وہ شخص ہے کہ جس سے تم نے سوئی اور دھاگہ خریدا اس ظلم کے وقت میں۔

ایک حدیث مبارکہ میں یوں وارد ہوا ہے "ظالم فوج، ظالم فوج کے حکمران اور ظلم پر مدد کرنے والے جہنم کے کتے ہیں"۔[3]

اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الحلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے۔

حمدون رحمۃ اللہ علیہ[4] فرماتے ہیں کہ بروں کی صحبت سے بچو کیونکہ وہ تم پر اچھے لوگوں کی صحبت حرام کردے گی۔ اور السدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظلم سے نرمی نہ کرو[5] کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے

---

2 رواه احمد (26031)، و الحاکم (4/ 575) و اللفظ له، و ابو نعیم فی "اخبار اصبهان" (2/ 2) و البیهقی فی "شعب الایمان" (7069) و (7070) من طریق صدقة بن موسی، عن ابی عمران الجونی، عن یزید بن بابنوس، عن عائشة مرفوعا، به، و قال الحاکم: صحیح الاسناد و لم یخرجاه. و تعقبه الذهبی بقوله: صدقة ضعفوه، و ابن بابنوس فیه جاهلة

3 فی جمیع النسخ: (ابن عمر)، و التصویب من المصادر الآتیة. رواه ابو نعیم فی (الحلیة، 4/ 21)، و الخطیب فی (تاریخ بغداد، 11/ 602)، و ابن جوزی فی (الموضوعات، 3/ 100) من طریق محمد بن مسلم الطائفی، عن ابراهیم بن میسرة، عن طاوس، عن عبد الله بن عمرو مرفوعا. و قال ابو نعیم: غریب من حدیث طاوس، تفرد به محمد بن مسلم الطائفی، عن ابراهیم، عنه.

4 حمدون بن احمد بن عمار ابو صالح القصار النیسابوری، و شیخ الصوفیة فی نیسابور، (مات 271ھ) انظر الرسالة القشیریة 1/ 76

5 انظر تفسیر بغوی 4/ 204، والتفسیر الثعالبی 2/ 161.

"فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ"

تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں

یعنی تمہارے مددگار جو تم لوگوں کو عذاب سے بچائے۔

"ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ"(هود:113)

پھر مددگار نہ پاؤ گے۔

اس کے پردے اٹھانے میں یعنی اس کے عذاب دینے میں۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تم ان کے اعمال جیسے اعمال نہ کرو اور نہ تم ان کے اعمال پر راضی ہو جاؤ اور نہ تم انکے اعمال کی مدح کرو اور تم ان کے معاملات میں نیکی کو حکم دینا نہ چھوڑو اور ان کو اپنے دلوں میں گھر نہ کرنے دو اور نہ ان سے ملو نہ ان کی صحبت اختیار کرو[6] تاکہ تم ان کے اس چیز میں شریک نہ ہو جاؤ جس کی وجہ سے ان کی صحبت اختیار کرنے والوں کو ان کے اعمال کا وبال لاحق ہو۔

فرمایا: جس نے جس قوم سے محبت کی قیامت کے دن انہیں کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔[7]

بہر حال حدیث مبارکہ ہے کہ "تین چیزوں کی طرف مائل نہ ہوا جائے:

1) دنیا 2) بادشاہ 3) عورت۔ یہ کلام معنی کے اعتبار سے تو ٹھیک ہے لیکن یہ معتبر حدیث نہیں ہے۔[8]

بہر حال اس باب میں احادیث کثرت سے ہیں اور معتبر حضرات کے آثار بہت زیادہ ہیں۔

اس حوالہ سے احادیث مبارکہ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "علماء رسولوں کے امین ہوتے ہیں جب تک کہ وہ بادشاہ سے نہیں ملتے اور دنیا میں داخل نہیں ہوتے اور جب وہ بادشاہ سے ملیں اور دنیا میں داخل ہو جائیں تو انہوں نے رسولوں کی امانت میں خیانت کی پس تم ان سے بچو" اس حدیث مبارکہ کو امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور

---

6 انظر: لطائف الاشارات للقشیری 2/ 161.

7 (قد ورد المرء مع من احب). و قوله: (من احب قوما....) رواه الطبرانی فیما قاله العراق فی تخریج الاحیاء 1/ 1719. من حدیث ابی قرصافة. و انظر: المقاصد الحسنة ص: 599

8 انظر: المقاصد الحسنة ص: 274، و الاسرار المرفوعة ص: 170

ان کے علاوہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا[9] اور امام عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اور امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے "جب تم عالم کو بادشاہ سے بہت زیادہ ملتے دیکھو تو جان لو وہ عالم چور ہے"۔[10]

نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "لوگوں پر زمانہ آئے گا کہ ان کے علماء فتنہ ہوں گے اور ان کے دانا لوگ فتنہ ہوں گے مسجدیں اور قاری حضرات کثیر ہوں گے، لیکن صحیح علماء تھوڑے ہوں گے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھز سے اور انہوں نے اس کو اپنے ابا جان اور انہوں نے اپنے ابا جان سے اس حدیث مبارکہ کو روایت کیا۔[11]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "بیشک اللہ تعالی اس دین کی تائید ایسی اقوام کے ذریعے فرمائے گا جن کا خیر میں کوئی حصہ نہیں" اس حدیث مبارکہ کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا[12] اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[13]

---

9 لم اقف علیه فی مطبوع (الضعفاء) للعقیلی، لکن رواه ابن عبد البر فی (جامع بیان العلم و فضله) 1113 عن عقیلی باسناده عن حفص الابیری، عن اسماعیل بن سمیع، عن انس ابن مالك مرفوعا، و قال العقیلی: حفص هذا کوفی حدیثه غیر محفوظ. و قال العراقی فی (تخریج الاحیاء 1/ 593): رواه العقیلی فی (ترجمة حفص الابیری). و قال: حدیثه غیر محفوظ. و کذلك نسبه للعقیلی فی (کنز العمال 10/ 183)، و (کشف الخفاء 2/ 75)

10 هو فی (مسند الفردوس للدیلمی 1/ 276) بلا اسناد. و انظر: (کنز العمال 10/ 186)

11 هو فی (مسند الفردوس للدیلمی 5/ 442) بلا اسناد

12 رواه النسائی فی (الکبری، 8834)، و (ابن حبان، 4518) من طریق معمر عن ایوب، عن ابی قلابة عن انس، به و صححه العراقی فی (تخریج الاحیاء/ 60)

13 رواه احمد 2045، و ابن عدی فی (الکامل 2/ 390) من طرق عن الحسن، عن ابی بکرة. و اورده الهیثمی فی (المجمع 5/ 302)، و قال: رواه احمد و الطبرانی، و رجالهما ثقات

نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "بیشک اللہ کریم ہر اس شخص سے ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے جو دنیا سے باخبر ہو اور آخرت سے جاہل ہو" امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی کتاب "تاریخ" میں ذکر کیا۔[14]

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "بیشک اللہ رب العزت کے نزدیک بدترین مخلوق وہ عالم ہے جو وزراء سے ملاقات کرے" یعنی دنیا کو حصول چاہے۔ ابن لال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[15]

نبی کریم جان دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "علماء میں سے شریر علماء وہ ہیں جو امراء کے پاس آتے ہیں اور امراء میں سے بہترین امراء وہ ہیں جو علماء کے پاس آتے ہیں" جیسا کہ کتاب "الاحیاء" میں مذکور ہے۔[16] امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کا نصف اول حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا[17] اور اس کے علاوہ بعض اسلاف سے بھی روایت کیا۔

---

14 انظر: (کنز العمال 10/ 188)، فقد نسب الی الحاکم فی تاریخه، و کذلك هو عند المصنف فی (مرقاة المفاتیح 7/ 3020) منسوبا الی الحاکم فی تاریخه. و قال المناوی فی (فیض القدیر 2/ 285): فیه ابو بکر النهشلی شیخ صالح تکلم فیه ابن حبان، و اخرج ابو الشیخ فی (الامثال، 234) و المستغفری فی (فضائل القرآن، 472)، و البیهقی فی (السنن، 10/ 327) و الاصبهانی فی (الترغیب و الترهیب، 1953) من حدیث ابی هریرة مرفوعا بلفظ: (ان الله یبغض کل جعظری جواظ سخاب فی الاسواق، جیفة اللیل، حمار النهار، عالم الدنیا، جاهل الآخرة)

15 انظر: (کنز العمال، 10/ 188)، و رواه ابن حبان فی (المجروحین، 1/ 195) و (الطبرانی فی الاوسط، 3090)، و ابن عدی فی (الکامل 2/ 204)، و ابن الجوزی فی (العلل المتناهیة، 1/ 133) من حدیث ابی هریرة. و فی اسناده بکیر الدامغانی، قال ابن حبان: یروی من الاخبار ما لا یتابع علیها و هو قلیل الحدیث علی مناکیر فیه. و قال ابن عدی: هذا الحدیث منکر...، و ابو الحسن الحنظلی مجهول و قال الهیثمی فی (المجمع، 7/ 128)، فیه بکیر بن شهاب الدامغانی، و هو ضعیف. و قال ابن جوزی: حدیث لا یصح

16 انظر: الاحیاء، 1/ 68

17 (تخریج الاحیاء، 1/ 82)، و انظر سنن ابن ماجه 256، و لفظه: (و ان ابغض القراء الی الله الذین یزورون الامراء)، و اسناده ضعیف فیه عمار بن سیف الضبی و هو ضعیف، و فیه ابو معاذ و هو مجهول

ایک مرفوع حدیث مبارکہ ہے کہ "اچھا حکمران وہ ہے جو فقیر کے دروازے پر آئے اور برا فقیر وہ ہے جو حکمران کے دروازے پر آئے"۔[18]

نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ میرے بعد ایسی قوم ہوگی جو دین مین سمجھ دار ہوں گے اور قرآن پڑھتے ہوں گے اور وہ کہتے ہوں گے ہم حکمران لوگوں کے پاس آتے ہیں تاکہ ہم ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں اور اپنا دین لے کر ان سے الگ ہو جائیں۔ اور وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کانٹے دار درختوں سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں پس حکمرانوں کے قرب سے بھی گناہ ہی چنے جاتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کیا۔[19]

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "شریر لوگ: لوگوں میں شریر علماء ہیں" اس حدیث مبارکہ کو امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[20]

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "لوگوں میں دو قسمیں ایسی ہیں جب وہ صالح ہو جائیں تو لوگ صالح ہو جاتے ہیں اور جب فاسد ہو جائیں تو لوگ فاسد ہو جاتے ہیں اور وہ علماء

---

18 انظر: (المقاصد الحسنة، ص:769)، و (تخريج احاديث الاحياء، 1/ 203)، و تذكرة الموضوعات للفتنى، ص:25)

19 رواه ابن ماجه:255، والطبرانى فى الاوسط:8236، و فى مسند الشاميين: 2554. و قال البوصيرى فى (مصباح الزجاجة، 1/ 38) هذا اسناد ضعيف، عبيد الله بن ابى بردة لا يعرف، لكن قال عبدالعظيم المنذرى فى (كتاب الترغيب) ان جميع رواته ثقات! قلت: لكن عبيدالله بن ابى بردة تفرد بالرواية عنه يحيى بن عبد الرحمان الكندى، و لم يوثقه احد، و قال الذهبى: مجهول. و لم اقف عليه عند ابن عساكر

20 رواه البزار فى (البحر الزخار: 2649)، و الطبرانى فى (مسند الشاميين: 447)، و ابو نعيم فى (الحلية، 1/ 242) و (5/ 219) من طريق الخليل بن مرة، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن مالك بن يخامر السكسكى عن معاذ بن جبل مرفوعا ب، به و قال ابو نعيم: غريب من حديث خالد، تفرد به الخليل عن ثور

اور امراء ہیں"۔ امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے اس حدیث مبارکہ کو اپنی کتاب "الحلیہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔[21]

رسول اللہ خاتم الانبیاء ﷺ کا فرمان ذیشان ہے "جس شخص نے علم بڑھایا لیکن اس نے دنیا میں زہد و تقویٰ کو نہیں بڑھایا، تو پس اس نے صرف اللہ رب العزت سے اپنی دوری کو بڑھایا" اس حدیث مبارکہ کو امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔[22]

نبی الرحمۃ والی دوجہاں ﷺ کا فرمان باکمال وشان ہے "جس آدمی نے علم پڑھا اور دین میں فقاہت حاصل کی پھر وہ بادشاہ کے پاس آیا اس کی طرف مائل ہوتے ہوئے اور اس چیز کی لالچ کرتے ہوئے جو بادشاہ کے پاس ہے تو ایسے شخص کو بادشاہ کی خطاؤں کے برابر جہنم میں داخل کیا جائے گا" اس حدیث مبارکہ کو ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[23]

خاتم الانبیاء ﷺ کا فرمان مبارک ہے "جو بھی عالم بادشاہ کے وزیر کے پاس بخوشی آئے تاکہ اس کے ہر معاملے میں شریک ہو تو اس کو جہنم میں آگ کا عذاب دیا جائے گا"۔ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ" میں اس حدیث مبارکہ کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[24]

---

21 رواه ابو نعيم فى (الحلية، 4/ 96)، و ابن عبد البر فى (جامع بيان العلم: 1108)، و (1109) من طريق محمد بن زياد اليشكرى، عن ميمون بن مهران، عن ابن عباس مرفوعا. و محمد بن زياد، قال: كذاب خبيث. و قال الفلاس: متروك

22 هو فى (مسند الفردوس: 5887) بلا اسناد. و قال العراقى فى (تخريج احاديث الاحياء، 1/ 173): رواه ابو منصور الديلمى فى (مسند الفردوس) من طريق موسى بن ابراهيم، عن موسى بن جعفر الصادق، عن آبائه، عن على رضى الله عنه رفعه،.... و قال سنده ضعيف

23 هو فى (مسند الفردوس، 1/ 289) بلا اسناد. و انظر (كنز العمال، 10/ 195). و قال الالبانى فى (الضعيفة، 5/ 215): رواه الديلمى عن ابى الشيخ تعليقا عن ابراهيم بن رستم عن ابى بكر الفلسطينى، عن برد، عن مكحول، عن معاذ بن جبل مرفوعا. و ذكر ان اسناده ضعيف، و فيه ثلاث علل، الانقطاع بين مكحول و معاذ، و ان ابراهيم بن رستم منكر الحديث، و ابو بكر لم يعرفه

24 كذا فى جميع نسخ: (ابن عساكر)، والذى فى (كنز العمال) 10/ 192، و (الفتح القدير) للسيوطى (3/ 108). (ك فى تاريخه). و هو رمز للحاكم فى (تاريخه)، لا لابن عساكر، و جاء صريحا فى (ما رواه

=

امام الانبیاء صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان مبارک ہے "بیشک اللہ کریم کے نزدیک بدترین مخلوق وہ عالم ہے جو حکمرانوں سے ملاقاتیں کرے" اس حدیث مبارکہ کو دہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (25)

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے "ہلاکت ہے میری امت کے لیے علماء سوء کی وجہ سے" امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (26)

نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے "بیشک میرے بعد میں تم پر سب سے زیادہ خوف منافق علیم اللسان (عالم) کا محسوس کرتا ہوں"۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (27)

=
الاساطین فی عدم المجیء الی السلاطین) للسیوطی ص: ۳۰، و زاد نسبته الی الدیلمی. و هو فی (مسند الفردوس) للدیلمی (4/ 42) بلا اسناد. و قال السخاوی فی (المقاصد الحسنة، ص: 587): و لا یصح

25 انظر: کنز العمال (10/ 195، وقد نسبه لابی فتیان الدهستانی فی کتاب (التحذیر من علماء السوء). و اخرج الرافعی فی (التدوین فی اخبار قزوین، (3/ 450) عن الدهستانی فی کتاب (الترهیب عن القراء الفسقة و التحذیر عن علماء السوء) باسناده من طریق محمد بن ابراهیم الشامی عن رواد بن الجراح العسقلانی، عن بکیر الدامغانی، عن محمد بن قیس عن ابی هریرة مرفوعا به. و هو موضوع، الشامی یضع الحدیث، کذاب

26 کذا فی جمیع النسخ: (ابن عساکر). وهو وهم، صوابه: الحاکم فی (تاریخه). انظر (کنز العمال) (10/ 197) و جاء صریحا علی الصواب عند المصنف فی (مرقاة المفاتیح) (8/ 3400): رواه الحاکم فی (تاریخه) عن انس. و قال المناوی فی (فیض القدیر) (6/ 369): فیه ابراهیم بن طهمان مختلف فیه، و حجاج بن حجاج، قال الذهبی: مجهول. و قد تعقبه الالبانی فی (الضعیفة) (11/ 383)، بان ما ذکره لیست علته، بل فی سنده صالح بن نوح مجهول، و کذلك فیه: احمد بن محمد العدل و هو صدوق تغیر باخرة

27 رواه الطبرانی فی (الکبیر) (18/ 593)، و البیهقی فی (شعب الایمان: 1639)، و الفریابی فی (صفة النفاق: 23)، و (البزار: 170). (کشف الاستار و ابن حبان: 80). و اورده الهیثمی فی (المجمع) (1/ 187) و قال: رواه الطبرانی فی (الکبیر) و البزار، رجاله رجال الصحیح

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "میری امت کے لیے ھلاکت ہے علماء سوء کی وجہ سے، وہ علم حاصل کرتے ہیں، اس علم کو اپنی ذات کے نفع کے لیے حکمرانوں کو بیچتے ہیں، لیکن اللہ کریم انکو انکی تجارت میں نفع نہیں دیتا" اس حدیث مبارکہ کو امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (28)

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "لوگوں میں شریر وہ فاسق ہے جس نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اور اللہ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کی پھر اپنے آپکو ایک نافرمان کے تابع کر لیا، اور پوری کوشش کی کہ اس کو میری باتیں اور میرا کلام پسند آجائے، تو اللہ تعالی اس پڑھنے والے کے دل پر بھی مہر لگا دیتا ہے اور جس کا یہ تابع ہوا اس کے دل پر بھی مہر لگا دیتا ہے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (29)

نبی معظم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "اللہ تعالی نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ و السلام کو روزی کمانے کے ایک ہزار طریقے سکھائے اور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ و السلام سے فرمایا: اپنی اولاد سے فرمایئے، اگر تم صبر نہ کرو تو ان طریقوں کے ذریعے دنیا طلب کرو اور دین کے ذریعے دنیا طلب نہ کر۔ بیشک دین خالصۃً صرف میرے لیے ہے اور ہلاکت ہے اس کے لیے جو دنیا طلب کرے (دین کے بدلے)، ہلاکت ہے اس کے لیے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ" میں حضرت عطیہ بن بشر المازنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ (30)

---

28 كذا في جميع النسخ: (ابن عساكر) وهو وهم تكرر عند المولف

29 انظر: (كنز العمال) (10/ 205). و قال في (التذكرة الموضوعات، ص:26) فيه محمد بن زيد ضعيف و عمر بن ابي بكر اتهمه ابن حبان، و في (الميزان) واه حديثه شبه الموضوع

30 ما بين معكوفتين زيادة من (كنز العمال: 10/ 206)، و (الدر المنثور) للسيوطي: 1/ 121. و لم يرد في النسخ الخطية، و لا في (مسند الفردوس) للديلمي 3/ 42. وهذا الخبر نسبه السيوطي الى وكيع في (تاريخه) و ابن عساكر و الديلمي، لكن في (كنز العمال) هو منسوب للحاكم في (تاريخه). و لم اقف عليه عند ابن عساكر

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "بیشک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم دن میں ستر بار پناہ مانگتی ہے، اللہ تعالی نے اس کو ان قراء کے لیے تیار کیا ہے جو اپنے اعمال ظاہر کرتے ہیں اور بیشک اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بری مخلوق عالم بادشاہ (عالم جو دنیادار ہو) ہے"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (31)

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "مجھ سے بھلائی کے بارے میں سوال کرو اور برائی کے بارے میں سوال نہ کرو، اور لوگوں میں شریر لوگ شریر علماء ہیں"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (32)

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ابلیس راستوں اور بازاروں میں چلے گا علماء کے مشابہ ہو کر اور وہ کہے گا، مجھے حدیث بیان کی فلاں نے فلاں سے، فلاں نے رسول اللہ ﷺ سے، یوں اور یوں"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (33)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "جس نے اللہ تعالی کے لیے علم حاصل کیا، تو اس نے اپنے نفس کی ذلت اور لوگوں کے درمیان عاجزی اور اللہ تعالی کے لیے خشوع اور دین کے لیے اپنی کوشش کو بڑھایا تو یہ وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے علم سے فائدہ اٹھایا اور ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ علم حاصل کرے۔ اور جس نے علم، دنیا کے حصول اور لوگوں میں مرتبہ پانے کے لیے، بادشاہ کے نزدیک قدر و منزلت بڑھانے کے لیے حاصل کیا تو اس شخص نے اپنے نفس کو بڑھایا اور لوگوں پر اپنی عظمت کو ظاہر کیا اور اللہ سے غفلت اور دین

---

31 رواه ابن عدی فی (الكامل: 2/ 204)، و ابن جوزی فی (العلل المتناهية: 1/ 133)، و قال ابن عدی: الحديث منكر. و قال ابن جوزی هذا حديث لا يصح. و بكير الدامغانی هو ابن شهاب

32 رواه ابو نعيم فی (الحلية: 1/ 242) و (5/ 219)، و فی اسناده الخليل بن مرة، قال البخاری منكر الحديث. و قد سلف برقم: 15

33 وهو فی (كنز العمال: 10/ 214) منسوبا لابی نعيم، و لم يذكر (الحلية) و لم اقف عليه فيها. وهو ايضا فی (مسند الفردوس للديلمی: 5/ 87) بلا اسناد. و قد رواه ابن عدی فی (الكامل: 1/ 116)، و الخطيب فی (الكفاية: 430) من قول ابی العالية

میں سستی کو بڑھایا، پس یہ وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا، پس اس کو چاہیے کہ وہ علم کو لازم پکڑلے، اپنے نفس پر حجت قائم کرے، ندامت کا پہلو پکڑے اور آخرت کیا فکر کرے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور فرمایا میں نے اس حدیث مبارکہ کو مہاجرین وانصار میں سے کئی بڑی شخصیات سے سنا اور انہی میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی ہیں اور انہی سے مرفوع روایت ہے۔[34]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور آپ ﷺ آرام فرمارہے تھے، پس ہم نے دجال کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ بیدار ہوگئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے علاوہ میرے نزدیک دجال سے بھی زیادہ خوفناک، گمراہ علماء ہیں"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ نے روایت کیا۔[35]

نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے "جب نبی کریم ﷺ سے مخلوق میں شریر لوگوں سے متعلق سوال کیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے اللہ معاف فرما حتٰی کہ یہی جملہ کئی بار دھرایا، پھر فرمایا، برے علماء"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم سے اور امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[36]

---

34 هو فی (کنز العمال: 10/ 260) عن الدیلمی باسناد عمر بن صبح، عن کثیر بن زیاد، عن الحسن. به، رواه ابن الجوزی فی (موضوعات: 1/ 134) من طریق عمر بن صبح، به. و قال هذا حدیث موضوع.... والمتهم به عمر بن صبح. و قال ابن حبان یضع الحدیث علی الثقات....... و قال الدارقطنی.... متروک. و هو فی (اللآلی المصنوعة: 1/ 149)، و قال موضوع. آفته عمر بن صبیح وضاع

35 رواه احمد: 765، و ابن شیبة: 37476، و ابو یعلی: 466. و اسناده ضعیف فیه جابر الجعفی. و هو ضعیف. و قال البوصیری فی (اتحاف خیرة المهرة: 5/ 35) مدار اسناد حدیث علی هذا علی جابر الجعفی، و هو ضعیف

36 انظر: (تخریج الاحیاء: 1/ 48)، قال العراقی، رواه الدارمی بنحوه من روایة الاحوص بن حکیم عن ابیه مرسلا، وهو ضعیف. و رواه البزار فی (مسنده) من حدیث معاذ بسند ضعیف. قلت: و حدیث معاذ سلف برقم: 15. وهو حدیث منکر. واما حدیث حکیم: فرواه الدارمی فی (سننه: 400) من طریق بقیة بن الولید، عن الاحوص بن حکیم، عن ابیه مرسلا، و بقیة بن الولید ضعیف، و کذلک هو مرسل

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے "جو بادیہ نشین ہوا وہ سخت دل ہو گیا اور جس نے شکار کی اتباع کی وہ غافل ہو گیا اور جو سلطان کے پاس آیا وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس حدیث مبارکو کو حسن قرار دیا۔ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ (37)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے "عنقریب تم پر ایسے حکمران ہوں گے جو اچھے اور برے کام کریں گے جس نے برے کاموں کا انکار کیا وہ بری ہو گیا اور جس نے برے کاموں کو ناپسند کیا وہ سلامت رہا البتہ جس شخص نے برے کاموں کو پسند کیا اور ان کی پیروی کی تو اللہ عزّوجل اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟؟؟ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھتے ہیں"۔ یہ حدیث مبارکہ مسلم شریف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ (38)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عالی شان ہے "جُبّ حزن سے اللہ کی پناہ مانگو، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جُبّ حزن کیا ہے؟؟؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم بھی دن میں ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو ریاکار قاریوں کے لیے تیار کیا ہے، اور بیشک شریر قاری وہ ہیں جو امراء سے میل ملاپ رکھتے

---

37 رواہ (ابو داود:2859)، و (الترمذی: 2406)، والنسائی فی (الکبری: 4309)، و (احمد: 3362) وفی اسنادہ ابو موسی، قال ابو القطان فی (بیان الوھم الایھام: 4/ 362) لایعرف البتة، و مع ذلك حسنه الترمذی و غیرہ، لکن له شاهد من حدیث ابی هریرہ عند (ابی داود:2860)، والترمذی فی (العلل الکبیر: 2/ 829–830)، و قد اعله البخاری و ابو حاتم الرازی کما فی (العلل:2/ 246) لابنه، والدار قطنی فی (العلل: 8/ 240–241)، و بمجموعهما یحسن الحدیث

38 رواہ (صحیح مسلم:1854) و (ابو داود:4760) و (احمد:26528)

ہیں"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، امام عسکری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (39)

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اگر اہل علم، علم کی حفاظت کریں اور اس کو اس کے اہل پر پیش کریں تو وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن جائیں گے، لیکن اہل علم اس کو اہل دنیا پر پیش کرتے ہیں تاکہ اہل دنیا سے مال واسباب حاصل کریں، پس وہ علماء ان دنیاداروں کے لیے حقیر ہوگئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے تمام غموں کو ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تمام غموں سے کافی ہوجائے گا لیکن جسے دنیا کے معاملات کے غموں نے جکڑ لیا تو پھر اللہ کو پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا"۔ (40)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جس نے آخرت سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا اور جس نے دنیا سے محبت کی تو اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا، پس بقا کو فنا پر ترجیح دو"۔ (41)

---

39 انظر: (كنزالعمال: 10/ 274)، و هو فى (مسند الفردوس للديلمى: 2/ 49) بلا اسناد. ورواه الطبرانى فى (الدعاء: 1390)، وتمام فى (فوائده: 492) والبيهقى فى (البعث و النشور:481) و العقيل فى (الضعفاء: 2/ 241) و ابن عدى فى (الكامل: 5/ 228) و ابن الجوزى فى (الموضوعات: 3/ 263)، و فى اسناده ابو بكر بن عبدالله الداهرى، و ضعفه احمد و ابن المدينى و ابن معين و النسائى، و قال الجرجانى: كذاب، و قال ابن عدى: حديث باطل. و قال العقيل: حديثه ليس بشىء، يحدث بحديث لااصل لها. و يحيل على الثقات. و قال ابن الجوزى: حديث لا يصح

40 رواه ابن عساكر فى (تاريخه: 33/ 174) و رواه (ابن ماجة: 257) و ابن ابى شيبة: 345) و البيهقى فى (المدخل:559)، و فى (الشعب: 1744)، و ابن عبد البر فى (جامع بيان العلم: 1128) و ابو نعيم فى (الحلية: 2/ 105)، والدارقطنى فى (العلل: 5/ 42)، و الأجرى فى (اخلاق القرآن: 130)، و فى (اخلاق العلماء:91). قال البوصيرى فى (مصباح الزجاجة: 1/ 38) هذا اسناد فيه نهشل بن سعيد، قال البخارى: روى عنه معاوية النصرى احاديث مانكير، و قال الحاكم: روى عن الضحاك المعضلات، و قال ابو سعيد النقاش، روى عن الضحاك الموضوعات

41 اورده الهندى فى (كنزالعمال:3/ 197)، ونسبه لاحمد و الحاكم عن ابى موسى. ورواه (احمد:19697)، والحاكم (4/ 343)، و (ابن حبان:709)، والقضاعى فى (مسند شهاب: 417)، و البيهقى فى (السنن: 3/ 517)، و فى (الشعب: 9854) و البغوى فى (شرح السنة: 4038) من طريق المطلب بن عبدالله بن حنطب، عن ابى موسى الاشعرى مرفوعا، وهو اسناد منقطع، المطلب ليس له سماع من الصحابة

جان لیجیے کہ بہت کم علم و عرفان بلکہ ادنیٰ ایمان یہ ہے کہ یقین کر لیا جائے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے اور علم کا نتیجہ و ثمرہ یہ ہے کہ باقی کو فانی پر ترجیح دی جائے۔ بلکہ اگر بقاء ٹھیکری اور فناء سونا ہو تو عاقل فناء کو چھوڑ کر بقاء کو ہی اختیار کرے گا۔ حالانکہ آخرت ہی تو سونا ہے اور باقی رہنے والا ہے اور دنیا تو ٹھیکری ہے فناء ہونے والی۔ جیسا کہ اس کی طرف کلام الٰہی میں اشارہ ہے،

" قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى " (النساء:77)

فرما دیجیے کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لیے آخرت اچھی۔

اور دوسری آیت مبارکہ میں ہے،

"وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى" (الاعلی:17)

اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "اگر اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی عطا نہ فرماتا"۔[42]

اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے،

"وَلَوْلَاۤ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۙ" (الزخرف: 33)

"وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۙ" (الزخرف: 34)

"وَزُخْرُفًا ۚ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ" (الزخرف: 35)

42 رواہ الترمذی:2320 و ابن ماجہ:4110، و الحاکم:4/ 341 من حدیث سھل بن سعد مرفوعا. و قال الترمذی: صحیح غریب من ھذا الوجہ. و صححہ الحاکم، و فی اسناد زکریا بن منظور ضعیف، لکن للحدیث شواھد من حدیث ابی ھریرۃ عند البزار:3693، و القضاعی:1440، و اسنادہ ضعیف، و شاھد آخر من حدیث ابن عمر عند القضاعی:1439، والخطیب فی تاریخہ:4/ 92، و قال: غریب جدا من حدیث مالك. و الحدیث حسن بمجموع شواھدہ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لیے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے، اور ان کے گھروں کے لیے چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے، اور طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا کے اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیز گاروں کے لیے ہے۔

بہر حال امت کے بڑوں سے اس بارے میں آثار:

ابو عمران الجونی رحمۃ اللہ علیہ نے هرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: فاسق عالم سے بچو۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا، کونسا عالم منافق ہے؟؟؟ هرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا، اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ، میرے ارادہ خیر کا ہے، فاسق عالم وہ ہے جو کلام تو اپنے علم سے کرے گا لیکن عمل فسق والا کرے گا پس وہ لوگوں پر معاملات کو مشتبہ کردے گا اور وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کو امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔[43]

میں عرض کرتا ہوں: مندرجہ بالا کی تائید تو قرآن شریف سے بھی ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا،

"كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" (الصف:3)

کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

اور فرمان عالی شان ہے کہ:

"اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ" (البقرة:44)

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

---

43 رواہ ابن سعد فی (الطبقات:7/ 133)، والدارمی فی (سننه: 320)، واحمد فی (الزھد:1285)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جہنم میں ایک وادی ہے جس میں صرف بادشاہوں سے تعلق رکھنے والے قاری ہونگے۔ (44)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، فتنے کی جگہ سے بچو، عرض کی گئی وہ کونسی جگہیں ہیں؟؟؟ تو فرمایا: امراء کے دروازے جن سے تم میں سے کوئی امیر کے پاس آئے اور جھوٹ میں اسکی تصدیق کرے اور اس کی خوشامد کرے۔ (45)

کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے وادی میں ایک طرف لے گئے، جب صحراء میں پہنچے تو سانس لیا، پھر فرمایا، اے کمیل! بیشک یہ دل برتن ہے پس ان دلوں میں سے زیادہ اچھا وہ ہے جو زیادہ یاد کرنے والا ہے۔ جو میں تم سے کہوں وہ یاد رکھو، لوگ تین طرح کے ہیں،

1: راسخ عالم۔ 2: طالب علم جو نجات کے راستے پر ہو۔

3: انتہائی درجہ کا ذلیل آدمی جو ہر ابھرتے فتنے کی پیروی کرتا ہو۔

ہوا کے ساتھ پھر جانے والے، علم کے نور سے روشنی حاصل نہیں کرتے اور کسی باوثوق رکن کی ترف رجوع نہیں کرتے۔ اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی، علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال کا خرچ کرنا اس کو کم کر دیتا ہے۔ اے کمیل! علم کی محبت ایک قرض ہے جس کا بدلہ دیا جائے گا۔ عالم اس کو حاصل کرتا ہے اپنی زندگی میں رب کی اطاعت کرنے کے لیے اور وفات کے بعد معاملات کی بہتری کے لیے۔ مال کا خرچ مال کے زوال سے زائل ہو جاتا ہے اور علم حاکم ہے اور مال وہ ہے جس پر حکومت کی جاتی ہے۔ اے کمیل! مال کے خزانچی مر جاتے ہیں حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ (ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں۔) علماء باقی رہتے ہیں جب تک زمانہ باقی رہتا ہے حالانکہ ان کے اجسام مفقود ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کی مثالیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ بیشک یہاں علم ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا، کاش میں پاتا اس علم کو حاصل کرنے والے۔ پھر

---

44 رواہ ابن عبد البر فی (جامع بیان العلم: 1097)

45 رواہ معمر بن راشد فی (جامعہ: 20643)، و ابن ابی شیبہ: 37733، و ابن عبد البر فی (جامع بیان العلم: 1103)، و البیھقی فی (الشعب: 8965)، و ابو نعیم فی (الحلیۃ: 1/ 277)

فرمایا، اے میرے اللہ، میں ایسا طالب پاتاہوں جو اعتماد کے قابل نہیں ہے، وہ دین کو دنیا میں کمائی کا ذریعہ بناتا ہے، اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی نعمتوں کے سبب اس کے محبوب بندوں پر طعن کرتا ہے اور کی مخلوق پر حجت بازی کر کے غلبہ پاتا ہے، یا اہل حق پر بے جا تنقید کرتا ہے لیکن اس کے دل میں پہلا شبہ پیدا ہوتے ہی شک کی سیاہی جم جاتی ہے، اس کا بصیرت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، نہ یہ نہ وہ، یا تو وہ خواہشات اور شہوات کا مارا ہوتا ہے، یا مال جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کے سبب ہلاک ہونے والا، یہ دونوں ہی دین کی رعایت کرنے والے نہیں ہیں بلکہ چرنے والے جانوروں کے مشابہ ہیں۔ اسی طرح علم کو موت ہوتی ہے عالم کی موت سے۔ پھر فرمایا، اے میرے اللہ، زمین اس سے خالی ں ہیں کہ اس میں تیری حجت قائم کرنے والے موجود ہیں ظاہر و واضح طور پر یا پوشیدہ و چھپے انداز میں تاکہ اللہ کہ نشانیاں و دلیلیں باطل نہ ہوں۔ لیکن کتنے اور کہاں ہے وہ لوگ؟؟؟ یقیناً وہ بہت تھوڑے ہیں اور مقام و مرتبت کے اعتبار سے بہت بلند ہیں۔ کہ جن کے ذریعے اللہ تعالی اپنی نشانیوں کی حفاظت فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اس علم کو اپنے جیسے لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور اس علم کے بیج کو ان کے دلوں میں بو دیتے ہیں۔ یوں ان لوگوں کے سبب امور الہی کی حقیقت مضبوط ہو جاتی ہے اور وہ یقین کی روح سے مل جاتے ہیں۔ اور آسان کر دیتے ہیں ان امور کو کہ جن کو حد سے بڑھنے والے لوگ مشکل بنا دیتے ہیں۔ اور محبت کرتے ہیں اس چیز سے کہ جس سے جہلاء تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں ان بدنوں کے ساتھ رہتے ہیں لیکن ان کی روحیں محل اعلی پر معلق ہوتی ہیں۔ یہی اللہ تعالی کے نائبین ہیں کہ زمین میں لوگوں کو اس کی طرف بلانے والے ہیں۔ اشتیاق ہے ان لوگوں کے دیدار کا، میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔ اس کو ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "مصاحف" میں اور مرھبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "العلم" اور نصر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "حجہ" اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "الحلیہ" میں ذکر کیا۔[46]

46 انظر: (كنزالعمال:10/ 263-264). و رواه ابو نعيم فى (الحلية:1/ 79)، و ابن عساكر فى =

اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی: کہ آپ نے علم کو زندہ کیا اس طور کہ آپ سے کثیر لوگوں نے علم حاصل کیا۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم جلدی نہ کرو، ایک تہائی لوگ وہ ہوتے ہیں جو ادراک سے پہلے مر جاتے ہیں اور ایک تہائی وہ ہوتے ہیں جو بادشاہوں کے دروازوں کو لازم پکڑتے ہیں اور باقی ایک تہائی میں سے کم ہی کامیاب ہوتے ہیں۔(47)

امام اوزائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ وہ عالم ہے جو عہدیداروں سے میل جول رکھے۔(48)

مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس نے قرآن سیکھا اور دین کی سمجھ حاصل کی پھر بادشاہ کی چاپلوسی کرتے ہوئے اسکی صحبت حاصل کی اور اس چیز کی لالچ کی جو اسکے ہاتھ میں ہے تو اپنے گناہوں کے مطابق جہنم میں رکھا جائے۔(49)

سمنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یہ بات عالم کے حق میں کتنی بری ہے کہ، لوگ اس کے پاس آئیں اور وہ مجلس میں موجود نہ ہو اور لوگ بتلائیں کہ وہ تو حاکم کے پاس گیا ہے۔

فرمایا: میں سنا کرتا تھا کہ جب تم عالم کو دنیا کی محبت میں مبتلا دیکھو تو اس کو اپنے دین میں تہمت زدہ سمجھو۔ میرا تجربہ ہے کہ، جب کبھی میں حاکم کے پاس گیا اور اس کی مجلس سے

=

(تاریخه:14/ 17)، و الشجری فی (امالیه:1/ 88)، الطیوری فی (الطیوریات:535)، و الابهری فی (فوائده:16) و الخطیب فی (الفقیه و المتفقه:1/ 182)، والمزی فی (تهذیب الکمال:24/ 220) من طریق ثابت بن ابی صفیة ابی حمزة الثمالی، عن عبد الرحمان بن جندب، عن کمیل بن زیاد النخعی، به. وهو خبر واه، فی اسناده ابو حمزة الثمالی، وهو واهی الحدیث، متروك، رافضی، و عبد الرحمان بن جند قال الذهبی: مجهول. و کمیل بن زیاد شیعی رافضیمم و ثقه بعضهم، و قال ابن حبان فی (المجروهین:2/ 221): کان من المفطرین فی علی، ممن یروی عنه المفضلات و فیه المعجزات، منکر الحدیث جدا، تتقی روایته و لا یحتیج به. قلت: و فی الفاظ هذا الخبر ما یتقی و یجتنب. و رواه من وجه آخر: الخطیب فی (تاریخه:7/ 408) و من طریقه ابن عساکر فی (تاریخه:50/ 251) من طریق هشام بن محمد بن السائب الکلبی، عن ابی مخنف لوط بن یحیی، عن فضیل بن خدیج، عن کمیل بن زیاد، به. و فی اسناده هشام بن محمد الکلبی، و هو احد المتروکین، رافضی. و ابو مخنف لوط بن یحیی، متروك. و فضیل بن خدیج: مجهول

47 اورده ابن عبد البر فی (جامع بیان العلم:1115)، و الغزالی فی (الاحیاء:1/ 68)

48 رواه المروزی فی (اخبار الشیوخ:188). وهو فی (الاحیاء:1/ 68)

49 انظر: (الاحیاء:1/ 68)

واپس پلٹا تو میں نے اپنے نفس کا جائزہ لیا اور محسوس ہوا کہ میرا نفس دین سے بہت دور ہو گیا ہے۔ تم لوگ جانتے ہو اور دیکھتے ہو کہ کیسے میں حکام وقت سے ملتا ہوں، تم لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہو میں انہیں انتہائی ست کہتا ہوں، اکثر ان کی خواہشات کے خلاف کرتا ہوں، یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان کے گھر تک جانے کی نوبت نہ آئے، اور نہ میں ان سے کچھ لیتا ہوں نہ ان کے ہاں پانی پیتا ہوں۔(50)

پھر فرمایا: ہمارے زمانے کے علماء بنی اسرائیل کے علماء سے بھی بدتر ہیں، وہ بادشاہوں کو صرف آسان امور بتاتے ہیں یا ان کی مرضی کے عین مطابق بتاتے ہیں اور اگر وہ ان کو اس چیز کی خبر دیں جو بادشاہوں پر درحقیقت لازم ہے اور اس میں بادشاہوں کی نجات ہے تو اس بات کو وہ ناپسند کریں گے اور ان کے روابط مشکل میں پڑ جائیں گے۔ لیکن یہ علماء کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے نزدیک نجات کا باعث ہوگا۔(51)

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، تم سے پہلے لوگوں میں ایک ایسی شخص تھے جو رسول اللہ ﷺ کے صحبت یافتہ اور بڑے عظیم المرتبت تھے، عبد اللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ سلاطین کے پاس نہیں جاتے تھے بلکہ ان سے متنفر تھے۔ ان کے صاحبزادوں نے ایک دن عرض کیا، ابا جان! جو لوگ اسلام اور صحبت رسول ﷺ میں آپ کے ہمسر نہیں ہیں وہ بادشاہوں کے پاس آتے جاتے ہیں اور اعزاز و اکرام پاتے ہیں اگر آپ بھی چلے جائیں تو کتنا ہی اچھا ہو۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیٹو! دنیا مردار ہے اور کچھ لوگ اسے گھیرے ہوئے ہیں، خدا کی قسم میں ہرگز ان کا شریک نہیں بن سکتا۔ صاحبزادوں نے عرض کیا، یوں تو آپ بے سروسامان ہی وفات پا جائیں گے، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایمان کے ساتھ بے سروسامانی کی حالت میں مرنا میرے لیے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں میروں موٹا منافق یعنی منافق جو مال کھائے بھی اور سمیٹے

---

50 انظر: (الاحیاء:1/ 68). و سمنون: هو ابن حمزة الخواص، يعرف بسمنون المحب، تتلمذ على السري السقطي، توفي سنة 298هـ.. انظر: (طبقات الصوفية للسلمي: 158)

51 اورده الغزالي في (الاحیاء:1/ 76)

بھی۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو شکست دے دی مکالمہ میں کیونکہ انہوں نے جان لیا کہ مٹی گوشت اور موٹاپے یعنی توانا جسم کو چٹ کر جاتی ہے۔[52]

حضرت ابوذر غفاری نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنھما سے فرمایا، بادشاہوں کے دروازوں پر مت جاؤ، بیشک تم ان کی دنیا سے تھوڑا فائدہ حاصل کروگے اور وہ تمہارے دین کا نقصان زیادہ کریں گے۔[53]

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: سلام اور دعا کے بعد عرض ہے: میری ان لوگوں کی طرف رہنمائی فرمایئے جن سے میں اللہ کے دین کے بارے میں مدد حاصل کروں۔ تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے جواباً ارشاد فرمایا: اہل دین آپ کے پاس نہیں آئیں گے اور اہل دنیا کے پاس آپ نہیں جائیں گے۔ لہٰذا اپنے پاس شرفاء کو رکھا کریں کیونکہ وہ اپنی شرافت کو خیانت کے ساتھ میلا نہیں کرتے۔[54]

امام اوزائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ سے حکایت کرتے ہیں، کہ وہ فرمایا کرتے تھے: جب تم میں سے کوئی شخص تھانیدار کو دیکھتا ہے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے اور جب دنیا دار علماء کو دیکھتا ہے جو مخلوق سے تعلقات رکھتے ہیں اور مرتبوں کے حصول کے شوق میں، تو ان دنیادار علماء سے نفرت نہیں کرتا حالانکہ وہ تھانیدار کی نسبت زیادہ نفرت کے حقدار ہوتے ہیں۔[55]

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمہارے لیے دنیا باقی رہی اور تم دنیا کے لیے باقی نہ رہے تو دنیا کے طلب کرنے کا اور اس کو کمانے کے لیے عمر گزارنے کا کیا فائدہ۔ اللہ کے فضل سے کہنے والے نے کیا خوب کہا:

---

52 اوردہ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 69)
53 اوردہ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 69)
54 اوردہ ابو طالب المکی فی (قوت القلوب:1/ 233)، و الغزالی فی (الاحیاء:1/ 69)
55 اوردہ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 76)

هب الدنیا تساق الیک عفوًا أليس مصيرذاك الى زوال

وما دنياك الامثل ظل أظلك ثم آذن بارتحال (56)

دنیا کو چھوڑو اور وہ تمہاری طرف آئے گی، دنیا کا انجام زوال ہے۔ تمہاری دنیا تو سائے مثل ہے، تم پر سایہ کرے گی اور آگے بڑھ جائے گی۔

اور ایک دوسرے صاحب نے کہا:

أضغاث نوم أو كظل زائل

انّ اللبيب بمثلها لايخدع (57)

دنیا الجھے ہوئے خوابوں اور ڈھلنے والے سایہ کی طرح ہے سمجھ دار انسان ایسی چیز سے دھوکہ نہیں کھاتا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھے قراء اور علماء سے میرے خون بہائے جانے کا خوف ہے، تو لوگوں نے اس بات کا ناپسند کیا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ایسا میں نہیں کہتا بلکہ یہ قول حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے (58) جو کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

جناب عطار حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، قراء سے بچو اور مجھے ان سے بچاؤ، اگر میں انار پسند کرنے کے معاملہ میں بھی ان کی خواہش کی مخالفت کروں اور میں کہوں کہ یہ میٹھا ہے اور وہ کہیں کہ یہ کڑوا ہے، تو میں اس سے امان نہیں پاتا کہ وہ سلطان کے ذریعے میرا خون بہانے کی کوشش کریں گے۔ (59)

56 انظر: (الاحیاء:3/ 2089)، و (المجالسة للدینوری:3/ 354) و (بهجة المجالس لابن عبد البر:1/ 29) و نسبه لابی العتاهية

57 انظر: (الاحیاء:3/ 214)، و (الزهد لابن ابی الدنیا:23)، و (التبصرة لابن الجوزی:52)

58 رواه الدینوری فی (المجالسة:2881). وانظر: (ترتیب المدارك:3/ 389)

59 انظر: (فیض القدیر:2/ 80)

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں تمام خلقت کے بارے میں قراء کی شہادت قبول کرلوں گا لیکن آپس میں ایک دوسرے کے بارے میں گواہی قبول نہیں کروں گا کیونکہ میں انکو آپس میں حسد کرنے والا پاتا ہوں۔[60]

میں ملا علی القاری عرض کرتا ہوں: اگر وہ ظلم پر مدد کرنے والا ہو تو لازم ہے کہ اس کی گواہی کسی کے بارے میں بھی قبول نہ کی جائے کیونکہ یا تو وہ ظالم ہوگا یا فاسق۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میرے لیے گھر قراء سے دور خریدو، میں دوری تو نہیں چاہتا لیکن اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی تو یہ مجھ پر ہنسیں گے اور اگر مجھ پر کوئی نعمت ظاہر ہوئی تو یہ مجھ سے حسد کریں گے۔[61]

اور کیا ہی خوب کسی نے ان لوگوں کے حال کو بیان کیا ہے،

تشاغل قوم بدنیاهم　　　وقوم تخلّوا بمولاهم
فألزمهم باب مرضاته　　　وعن سائر الخلق أغناهم[62]

کچھ لوگوں ایسے ہیں کہ ان کو ان کی دنیا نے مشغول کر دیا اور کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے خود کو اپنے مولا کی عبادت کے لیے فارغ کر لیا، پس اس کی رضا ان کے لیے لازم ہو گئی اور ان کو ساری مخلوق سے بے پرواہ کر دیا۔

اور ایک دوسرے صاحب نے کہا،

أری الزهاد فی روح و راحة　　　قلوبهم عن الدنیا مراحة
اذا ابصرتهم ابصرت قومًا　　　ملوك الارض شیمتهم سماحة[63]

---

60 رواه الدینوری فی (المجالسة:2947)، و لفظه: اقبل شهادة القراء فی کل شیء الا بعضهم علی بعض، فانهم اشد تحاسدا من التیوس

61 انظر (فیض القدیر:2/ 80)

62 انظر: (التدوین فی اخبار قزوین:4/ 201)، و قد نسبه لابی الوفاء القزوینی، و انظر ایضا: (فیض القدیر:4/ 282)

63 انظر: (فیض القدیر:4/ 73)

میں صوفیاء کو دیکھتا ہوں کہ ان کے دل اور روحیں سکون میں ہیں دنیا سے۔ جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو ایسی قوم کو دیکھتا ہوں جو زمین پر بادشاہ ہیں اور ان کی صفات قابل ستائش ہیں۔

اور بعض مشائخ فرماتے ہیں: جو کھانا تمہارے مقدر میں لکھ دیا گیا کہ اسے تم کھاؤ گے تو اس کو تمہارے علاوہ کوئی نہیں کھا سکتا، پس اپنے رزق کو عزت کے ساتھ کھاؤ ذلت کے ساتھ نہ کھاؤ۔

اور مشائخ کے اس قول کی اصل وہ حدیث مبارکہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ضرور آپکے غم کم ہو جائیں گے جو آپکے مقدر میں ہے وہ آپ کو ملے گا اور جو نہیں ہے وہ نہیں ملے گا۔[64]

میں نے کہا: اس حدیث مبارکہ کی تائید اللہ تعالی کا فرمان عالی شان فرماتا ہے،

"قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا" (التوبة: 51)

آپ فرمایئے ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔

مشہور حدیث مبارکہ ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو تمہاری قسمت میں ہے اس سے تم محروم نہیں رہو گے اور جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے وہ تمہیں مل نہیں سکتا"۔[65]

---

64 رواه ابن ابی الدنیا فی (الفرج بعد الشدة:28)، و ابن عاصم فی (الآحاد و المثانی:2806)، و اللالكائی فی (شرح اصول الاعتقاد:1080)، و البیهقی فی (القضاء و القدر:237)، و ابو نعیم فی (معرفة الصحابة: 2441) من طریق عیاش بن عباس، عن مالك بن عبدالله المعافری: ان رسول الله ﷺ قال لعبدالله ابن مسعود: (لاتكثر همك، ما یقدر یكن، و ما ترزق یاتك). و رواه البیهقی فی (الشعب:1144)، و ابن قانع فی (معجم الصحابة:3/ 43)، و ابو نعیم فی (معرفة الصحابة:2441)، من طریق نافع بن یزید، عیاش بن عباس، عن عبد بن مالك المعافری، عن جعفر بن عبدالله بن الحكیم، عن خالد بن رافع: ان النبی ﷺ قال لابن مسعود: (لاتكثر همك.....). قال العراق فی (تخریج الاحیاء:1/ 1146): رواه ابونعیم من حدیث خالد بن رافع، وقد اختلف فی صحبته، ورواه الاصفهانی فی (الترغیب والترهیب) من روایة مالك بن عمو المغافری مرسلا. و قال ابن حجر فی (الاصابة:2/ 199): الاضطراب فیه من عیاش بن عباس فانه ضعیف. وقال ابو القاسم البغوی فی (معجم الصحابة:2/ 238): و لا اعلم لخالد بن رافع هذا و لا ادری له صحبة ام لا

حدیث مبارکہ ہے:

"قلم اللہ تعالی کے علم پر خشک ہو گیا"۔[66]

اور ایک روایت میں ہے: "قلم خشک ہو گیا وہ لکھ کر جو قیامت تک ہونے والا ہے"۔[67]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرمایا: اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر تم پر چلے گی اور صبر کا پھل دیا جائے گا اور اگر تم نے بے صبری کی تو تقدیر تم پر چلے گی اور تم پر وبال ہو گا۔[68]

بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے، "بیشک میں اپنے اولیاء کو دنیا کو دور کروں گا دنیا سے جس طرح ایک مہربان چرواہا اپنے اونٹوں کو ھلاکت والی جگہوں سے دور کرتا ہے"۔[69]

اسی ضمن میں بعض صوفیاء فرماتے ہیں،

سبقت مقادیر الالہ وحکمہ

فأرح فؤادك من لعل و من لو[70]

سبقت لے گئیں اللہ تعالی کی تقدیریں اور اسکی حکمتیں پس سکون دو اپنے دل کو "کاش" اور "اگر مگر" سے۔

=

65 رواه (أبو داود:4700)، والترمذي:2294)، وأحمد:22705) من حديث عبادة بن الصامت و حسنه الترمذي

66 رواه البخاري في (صحيحه:6596) تعليقا، و (الترمذي:2642)، و احمد في (مسنده: 6644)، و (الحاكم:1/ 84)، و البيهقي في (القضا و القدر:59) من حديث بن عبدالله بن عمرو بن العاص. و حسنه الترمذي

67 رواه (احمد:2803)، و (الترمذي:2516)، و الطبراني في (الكبير:12989)، و البيهقي في (القضاء و القدر:306) من حديث ابن عباس

68 رواه ابن المقرئ في (معجمه:369) عن الفريابي قوله. و اورده ابن الرفعة في (كفاية النبيه:5/ 169)، و صفي الدين في (انس المسجون:63) من قول علي بن ابي طالب

69 اورده ابن رجب في (جامع العلوم و الحكم:2/ 190)، و ابن تيمية في (امراض القلب و شفاؤها:24) من قول وهب بن منبه. و عزاه ابن تيمية لاحمد في (الزهد) و لم اقف عليه. و معنى الرعة: الجرب

70 انظر: (فيض القدير:6/ 419)، و (الروض الباسم لابن الوزير:2/ 474)، وصدره: نفذ القضاء بكل ما هو كائن

اور ایک دوسرے صاحب نے فرمایا،

فلعل ما تخشاہ لیس بکائن ولعل ما ترجوہ لیس یکون

سیکون ما ھو کائن فی وقتہ وأخو الجھالۃ متعب محزون (71)

شاید کہ جس کا تجھے خوف ہے وہ نہیں ہونے والا اور شاید کہ جس کی تو امید رکھتا ہے وہ نہیں ہوگا، عنقریب وہی ہوگا جو اپنے وقت میں ہونے والا ہے اور جاہل تو پریشان اور غمگین ہی ہوتا ہے۔

اور ایک صاحب نے فرمایا،

جری القلم القضاء بما یکون فسیان التحرك و السکون

جنون منك ان تسعی لرزق ویرزق فی غشاوتہ الجنین (72)

قلم قضاء چلی اور لکھا جو ہونے والا ہے پس کبھی چلی تو کبھی رکی، تجھے جنون ہے کہ تو رزق کے لیے کوشش کرے اور وہ تو رزق دیتا ہے بچے کو ماں کے پیٹ میں بھی۔

بعض بڑے علماء نے فرمایا، کہ ہم نے دنیا ترک کی، اس کے فوائد کی کمی اور کثرت مصائب، اس کے جلد فنا ہونے اور دنیا میں شریک لوگوں کے بے وقعت ہونے کے سبب۔ (73)

اپنے زمانے کے لوگوں کے احوال سے بچنے، ان سے دوری اختیار کرنے اور دوری کا حکم دینے پر اور جو ضروری احتیاطیں ہیں ان کو لازم جاننے پر سلف و صالحین کا اجماع ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ زیادہ نصیحت والے، زیادہ بصیرت والے اور زیادہ نیک تھے۔ ان کے بعد زمانہ اتنا بہتر نہ ہوگا کہ جتنا پہلے تھا۔

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے فرمایا، میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا، "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تحقیق اس زمانہ میں تنہائی اختیار کرنا، مخلوق سے میل جول کم کرنا جائز ہے۔ (74)

---

71 انظر: (فیض القدیر: 6/ 419)

72 انظر: (ادب الدنیا و الدین للماوردی: 228)، و (یتیمۃ الدھر للثعالبی: 5/ 163)، و قد نسباھما لابن الرومی

73 انظر: (فیض القدیر: 6/ 143)، و (الاحیاء: 4/ 420)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر ان کے زمانہ میں جائز و درست ہے تو ہمارے زمانہ میں واجب ہے۔ (75)

میں ملا علی القاری عرض کرتا ہوں: مندرجہ بالا کی تائید کلام الٰہی سے یوں ہوتی ہے،

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ"

(المائدة:105)

اے ایمان والو تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے: جب تم دیکھو بخیلی و لالچ کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے۔ رائے والا اپنی رائے پر خوش ہے تو ایسے حالات میں اپنا سوچو اور دوسروں کے معاملات سے دور ہو جاؤ۔ (76)

ایک صاحب نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھا: "اللہ تعالیٰ جزاء دے اس شخص کو جو ہمیں نہیں جانتا اور نہ جزاء دے ہمارے دوستوں کو خاص طور پر، کیونکہ ان کے علاوہ سے ہمیں کبھی اذیت نہیں ملی۔ (77)

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس زمانے میں اپنی زبان کی حفاظت کرو، اپنی جگہ میں چھپ جاؤ، اپنے دل کا علاج کرو اور اس کی صحبت اختیار کرو کہ جسے تم اچھا جانو اور چھوڑ دو اس کو جسے تم ناپسند کرو۔ (78)

=

74 رواہ ابن نعیم فی (الحلیة:6/ 388)، و الطیوری فی (الطیوریات:٨١٥)، و المروزی فی (اخبار الشیوخ:233)

75 انظر: (الاحیاء:2/ 233)

76 رواہ (ابو داود:4341)، و (الترمذی:3310) و حسنه، و (ابن ماجه:4041) و صححه (ابن حبان:385) من حدیث ابی ثعلبة الخشنی، و فیه: (اذا رایت شحا مطاعا، و هوی متبعا، و دنیا مؤثرة و اعجاب کل ذی رای برایه، فعلیك. یعنی بنفسك. و دع عنك العوام.....)

77 اورده الجاحظ فی (الحیوان:5/ 314)، و ابن قتیبة فی (عیون الاخبار:3/ 84)، و التنوخی فی (نشوار المحاضرة:2/ 253)، و ابو حیان التوحیدی فی (الصداقة:65)، و الآبی فی (نثر الدر فی المحاضرات:4/ 129) و ابن عبد البر فی (بهجة المجالس:1/ 144)، و نسبه بعضهم لشیخ من اهل الری

78 انظر: (حلیة الاولیاء:8/ 94)، و (احیاء علوم الدین 4/ 186)

حضرت داؤد طائی نے فرمایا: دنیا سے بہرے ہو جاؤ اور اپنی فکر کا محور جنت کو بنالو اور لوگوں سے یوں دور بھاگو جیسے شیر سے دور بھاگتے ہیں۔ (79)

میں ملا علی القاری عرض کرتا ہوں: اس کی تائید کلام اللہ تعالی یوں فرماتا ہے،

"فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ" (الذاریات:50)

اللہ کی طرف بھاگو۔

اور اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے،

"وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" (المزمل:8)

اور سب ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

یہ زمانہ ہے خاموشی کا، گھروں تک محدود ہونے کا، تھوڑی روزی پر اکتفاء کرنے کا یہاں تک کہ موت آجائے۔ (80)

حضرت ابراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

انسان کو چاہیے کہ وہ ایک جامع شخصیت بن جائے، اپنے رب سے محبت کرے اور ایسے ہو جائے کہ لوگوں کے معاملات کی وجہ سے وحشت محسوس کرے۔ (81)

جان لو: جب تم عبادت سے یوں ملو کہ جیسے اس سے ملنے کا حق ہے اور اس کو یوں لازم جانو کہ جیسے جاننے کا حق ہے تو تم نے مناجات کی حلاوت کو پالیا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مانوس ہو گئے۔ خلق اور اس کے معاملات و مقاصد سے بے پراوہ ہو گئے اور لوگوں کی صحبت، کلام و سلام سے وحشت زدہ ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا،

جمیع العلم فی القرآن لکن

---

79 انظر: (العزلة للخطابی:18) و (الرسالة القشیریة:54)، و (الاحیاء:2/ 222)

80 انظر: (العزلة للخطابی:19) و (الاحیاء:2/ 222)

81 انظر: (فیض القدیر:4/ 41)

تقاصر عنه افهام الرجال [82]

تمام علوم قرآن عظیم الشان میں موجود ہیں لیکن ان کو سمجھنے سے لوگوں کی عقلیں قاصر ہیں۔

ایک اور صاحب نے فرمایا:

اذا ذکرت بحار العلم یوما فقول المصطفی لاغیر بحری
هو البحر المحیط و ما عداه فانها ر صغار منه تجری [83]

جس دن علم کے سمندروں کو یاد کیا جائے تو پیارے مصطفی ﷺ کے فرمان عالی شان کے علاوہ میرا کوئی سمندر نہیں۔ وہ ایسا سمندر ہے جو احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کے علاوہ تمام چھوٹی نہریں اسی سے بہتی ہیں۔

بعض امراء مشائخ وبڑے علماء کے پاس آئے اور ان کے یہاں بہت کم تشریف لانے کی شکایت کی تو اس پر مشائخ و علماء نے جواب دیا: دوسرے لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں کہ تم ان کے پاس جاؤ لیکن ہم اس سے خوش ہوتے ہیں کہ تم ہمارے پاس نہ آؤ۔

بعض مشائخ نے فرمایا:

اتخذ الله صاحبًا و دع النّاس جانبًا
قلّب النّاس کیف شئت تجدهم عقاربًا [84]

اللہ تعالی کو اپنا راز دار بنالو اور لوگوں کو ایک طرف کر دو۔ جیسے چاہو لوگوں کو پرکھو تم ان کو بچھو کی طرح کاٹنے والا ہی پاؤ گے۔

اس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے،

"أخبر تقله" [85]

---

82 اورده عبدالعزیز البخاری فی (کشف الاسرار:3/ 271)، ولم ینسبه لابن عباس
83 انظر: (اثارة الفوائد لکیکلدی:1/ 410)
84 انظر: (العزلة للخطابی:17)، و (العقد الفرید:3/ 166)، و (تاریخ ابن عساکر:6/ 245)
85 رواه البزار فی (البحر الزخار:10/ 40)، و الطبرانی فی (الشامیین:1493)، و ابو الشیخ فی (الامثال:117)، و القضاعی فی (مسند الشهاب:635)، و ابونعیم فی (الحلیة:5/ 154)، و الخطابی فی
=

اس کو خبر دو اور اس کو اپنا دشمن بنالو۔

اور یہ حدیث مبارکہ بھی اس کی تائید کرتی ہے،
نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں کہ جن میں سواری کے قابل ایک بھی نہیں۔ [86]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور منصور اور ابو ھبیرہ کے قصہ میں ہے کہ عبرت ہے اس کے لیے کہ جس کا مواعظ حسنہ میں اعتبار کیا جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف منسوب یہ چند جو اشعار ہیں:

ما الفخر الا لاهل العلم انهم ... على الهدیٰ لمن استهدی ادلاء

و قدر كل امرئ ما كان يحسنه ... و الجاهلون لاهل العلم اعداء

ففز بعلم تعش حيا به ابدا ... الناس موتى و اهل العلم احياء [87]

فخر تو صرف اہل علم کے لیے ہے کہ وہ ہدایت پر ہیں اور ان سے ہدایت پر رہنمائی طلب کی جاتی ہے اور کسی شخص کی شان چاہے کتنی بھی ہو، جاہل تو اہل علم کے دشمن ہی ہوتے ہیں،

=
(العزلة:54)، و ابن عدى فى (الكامل:2/ 210)، و ابن الجوزى فى (العلل المتاهية:1205)، من طريق بقية بن الوليد، عن ابى بكر بن ابى مريم، عن عطية بن قيس، عن ابى الدرداء مرفوعا. وقال البزار: وهذا الحديث لا نعلم يروه عن رسول الله ﷺ بهذا اللفظ الا من هذا الوجه بهذا الاسناد، و قد روى عن ابى الدرداء من غير هذا الوجه موقوفا، ولكن اسنده سويد عن بقية، و اخاف ان يكون بقية لم يسمعه من ابى بكر بن ابى مريم عن عطية بن قيس لان ابا بكر ثقة، و عطية ليس به باس، والحديث منكر مرفوع. و عد ابن عدى هذا الحديث من مناكير ابى بكر بن ابى مريم، و قال: الغالب على حديثه الغرائب و قل ما يوافقه عليه الثقات و احاديثه صالحة، وهو ممن لا يحتج بحيثه و لكن يكتب حديثه، وقال ابن الجوزى: حديث لا يصح. وقال الهيثمى فى (المجمع:8/ 90): رواه الطبرانى، و فيه ابو بكر بن ابى مريم، وهو ضعيف. قلت: وبقية بن الوليد ضعيف ايضا، وهو يدلس و يسوى، وكذلك قول هاهنا كما ذكر البزار، ورفعه منكر ايضا، رواه موقوفا: ابن المبارك فى (الزهد:185) عن سفيان، قال: قال ابو الدرداء قوله. وهو موقوف منقطع الاسناد. و معنى: (اخبر تقله): انك اذا اخبرتهم و تعرفت امرهم قليتهم، اى: ابغضتهم، قاله ابن قتيبة فى (غريب الحديث:2/ 596)

86 رواه (البخارى:6498)، و (مسلم:6547)، و (الترمذى:2873)، و (ابن ماجة:3990)، و (احمد:4513) من حديث ابن عمر

87 انظر: (الاحياء:1/ 7)، و (الفقيه و المتفقه للخطيب: 2/ 150)، و (قوت القلوب:1/ 263)

پس علم طلب کرو اس کے ذریعے تم ہمیشہ زندہ رہو گے کیونکہ لوگ تو مر جاتے ہیں اور اہل علم ہی زندہ رہتے ہیں۔

ابو الاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم سے زیادہ عزت والی چیز کوئی نہیں، بادشاہ لوگوں پر حکم صادر کرتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حکم صادر فرماتے ہیں۔ (88)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں، حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کو اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو علم لے لیں اور چاہیں تو مال لے لیں اور چاہے تو بادشاہی لے لیں۔ پس انہوں نے علم کو اختیار کیا کہ جس کے سبب ان کو مال و بادشاہی بھی عطا فرمادی گئی۔ (89)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، لوگ کون ہیں؟؟؟ فرمایا: علماء۔ عرض کیا گیا بادشاہ کون لوگ ہیں؟؟؟ فرمایا: وہ لوگ جو متقی و پرہیز گار ہیں۔ عرض کی گیا گھٹیا درجے کے لوگ کون ہیں؟؟؟ فرمایا: جو اپنا دین بیچتے ہیں۔ (90)

بعض حکماء نے فرمایا: کاش ہمیں سمجھایا جائے کہ اس شخص نے کیا پایا جس کا علم فوت ہو گیا اور اس شخص سے کیا فوت ہو گیا جس نے علم کو پالیا۔ (91)

حضرت سالم بن ابو الجعد فرماتے ہیں، کہ مجھے میرے آقا نے 300 درھم کے عوض خریدا، پھر آزاد کر دیا، میں نے عرض کیا، میں کونسا پیشہ اختیار کروں؟؟؟ پس میں علم کے پیشہ سے منسلک ہو گیا اور ابھی سال بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ امیر شہر میرے پاس زیارت کی غرض سے آیا لیکن میں نے اس کو اجازت نہ دی۔ (فقط امراء کی شر سے بچنے کے لیے)

---

88 انظر: (تفسیر الثعلبی:3/ 334)، و (الطیوریات:504)، و (الاحیاء:1/ 7)

89 انظر: (الاحیاء:1/ 7)، و (التبصرۃ لابن الجوزی:2/ 193)، و (کنز العمال:10/ 153)، و رواہ ابن عساکر فی (تاریخہ:22/ 274)

90 رواہ الدینوری فی (المجالسۃ:300)، و البیھقی فی (شعب الایمان:6534)، و ابونعیم فی (الحلیۃ:8/ 167)، و الخطیب فی (الجامع لاخلاق الراوی:20)، و ابن عساکر فی (تاریخہ:32/ 466)، و انظر (الاحیاء:1/ 7)

91 انظر: (الاحیاء:1/ 7)، و (التبصرۃ:2/ 193)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات بھر قیام سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک شرعی مسئلہ سیکھنا ہے۔[92] اور یہ بھی فرمایا: عالم اور شاگرد دونوں ہی خیر میں شریک ہوتے ہیں اور باقی دنیا سارے لوگ ذلیل وگھٹیا ہوتے ہیں، ان میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔[93]

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ علم کی ایک مجلس، دنیاوی کھیل تماشوں کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہے۔[94]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے ہزار عبادت گزار کہ جو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے ہوں ان کی موت ایک ایسے عالم کو موت سے کم تر ہے جو کہ اللہ تعالی کی طرف سے کئے گئے حلال وحرام کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔[95]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی فرمان عالی شان ہے، کہ جس نے کوئی حدیث بیان کی اور اس پر کسی نے عمل کیا تو بیان کرنے والے کو عمل کرنے والے کی مثل ثواب ملے گا۔[96]

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور وہ آہ وزاری فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ کس چیز نے آپ کو آہ وزاری میں مبتلا کردیا؟؟؟ تو انہوں نے فرمایا، کہ مجھ سے کسی نے کسی چیز کے بارے میں پوچھا ہی نہیں۔[97] (کوئی علمی بات نہیں پوچھی)

---

92 انظر: (الاحیاء:1/ 9)

93 رواہ الدارمی فی (سننہ:346)، و ابونعیم فی (حلیۃ الاولیاء:1/ 212)، و الآجری فی (اخلاق العلماء:42)

94 انظر: (الاحیاء:1/ 9)

95 انظر: (الاحیاء:1/ 9)

96 اوردہ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 11)، و ابن الجوزی فی (التذکرۃ:56) و رواہ ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:256)، والحاکم فی (المدخل الی الصحیح:87)، و ابن کثیر فی (مسند الفاروق:1/ 329). و قال ابن کثیر: فیہ نکارۃ شدیدۃ جدا

97 انظر: (الاحیاء:1/11)

بعض لوگوں نے کہا، کہ علماء زمانوں کے سورج ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا چراغ ہوتا ہے جس سے لوگ روشنی طلب کرتے ہیں۔[98]

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی مثل ہو جاتے۔[99]

حضرت یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امت محمد ﷺ کے علماء، لوگوں کے باپوں اور ماؤں سے زیادہ مہربان و شفیق ہوتے ہیں، کیونکہ ماں اور باپ تو انہیں دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور علماء ان کو آخرت کی آگ سے بچاتے ہیں۔[100]

جان لیجیے کہ:

جو اپنی ذات کے لیے طلب کیا جاتا ہے وہ آخرت میں سعادت ہے، قابل فخر درجات کے حصول میں جس چیز کو وسیلہ بنایا جاتا ہے وہ علم اور عمل ہے اور عمل تک اور کیفیت عمل تک رسائی علم کے ذریعے ہوتی ہے۔ پس دنیا و آخرت میں افضل السعادات ہے وہ علم ہے اور اعمال میں سب سے افضل ہے۔ اور کیوں کر نہ ہو، کسی چیز کی فضیلت کا اندازہ تو اس کے ثمر کی شرفیت کے سبب ہی تو ہوتا ہے۔ آپ نے جان لیا کہ علم کا ثمر تو رب العالمین کا قرب اور ملائکہ مقربین سے ملاقات ہے۔ اس سے بڑھ کر کونسا مرتبہ ہو گا کہ بندہ رب اور اس کی مخلوق کے درمیان قرب الٰہی کا سبب بن جائے اور ان کو جنت میں لے جانے کا سبب بنے۔

اسی سبب سے نبی اکرم نور مجسم جان دو عالم خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا، "علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی جانا پڑے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب

98 انظر: (الاحیاء:1/11)

99 انظر: (الاحیاء:1/11)، و(التبصرۃ:2/193)

100 انظر: (الاحیاء:1/11)

الایمان" میں روایت کیا۔ اور امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "فضل العلم" میں روایت کیا۔ (101)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا(102): علماء ظاہر میں جو نیک علماء ہیں وہ علماء باطن اور ارباب قلوب کا اقرار کرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، جناب شیبان جو کہ چراتے تھے، ان کے سامنے یوں تشریف فرما ہوتے جیسے بچہ جماعت میں بیٹھتا ہے اور اس سے پوچھتے کہ اس معاملہ میں کیا کیا جائے کیسے کیا جائے۔ لوگ آپ سے عرض کرتے کہ حضور آپ جیسے شخصیت اس چرواہے سے سوال کر رہی ہے؟؟؟ تو آپ فرماتے کہ اس چرواہے نے مجھے وہ سکھایا ہے جو ہم نے نہیں سیکھا(103) اور ایک نسخہ میں یوں ہے کہ اس نے وہ سیکھا ہے جس سے ہم جاہل تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحیی بن معین کا جب اختلاف ہوتا تو وہ جناب معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کرتے حالانکہ جناب معروف کرخی علم ظاہر کے اعتبار سے ان دونوں کے برابر نہ تھے اور کیوں کر نہ پوچھتے؟؟؟(104)

رسول اللہ ﷺ سے جب عرض کی گئی کہ ہم کیا کریں جب ہم کوئی معاملہ کتاب و سنت میں نہ پائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "نیک لوگوں سے پوچھا کرو اور ان کے مشورہ پر عمل کیا کرو"۔

---

101 رواہ ابن عدی فی (الکامل:5/ 177)، و العقیلی فی (الضعفاء:2/ 230)، و البیہقی فی (شعب الایمان:1543)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:20 و 22)، و الخطیب فی (الرحلة:2)، و ابن الجوزی فی (للموضوعات:1/ 215) من طریق ابی عاتکة طریف بن سلیمان، عن انس مرفوعا. وال البزار فی • البحر الزخار:1/ 164): و حدیث ابی العاتکة... لایعرف و لایدری من این ھو، فلیس لھذا الحدیث اصل. و قال البیھقی فی (المدخل:241): ھذا حدیث متنه مشھور، و اسانیدہ ضعیفة، لا اعرف له اسنادا یثبت بمثله الحدیث، والله اعلم. و قال العقیلی: ابو عاتکة بصری: قال البخاری: منکر الحدیث. و قال ابن عدی: لایتابعه علیه احد من الثقات. و قال ابن الجوزی: حدیث لایصح. و قال ابن حبان: ھذا الحدیث باطل لاآسل له. انظر: (المجروحین:1/ 382)

102 انظر: (الاحیاء لحجة الاسلام الغزالی:1/ 21-22)

103 انظر: (قوت القلوب:1/ 270)، و (الاحیاء:1/ 21). و انظر لزاما الحاشیة قبل السابقة

104 انظر: (شعب الایمان للبیھقی:2901)، و (قوت القلوب:1/ 271)، و (الاحیاء:1/ 21)

اس حدیث مبارکہ کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور اس کی سند میں عبد اللہ بن کیسان کو جمہور علماء نے ضعیف قرار دیا۔[105]

اسی وجہ سے کہا گیا: علماء ظاہر زمین اور اسکی بادشاہت کی زینت ہیں اور علماء باطن آسمان اور آسمان کی بادشاہت کی زینت ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دوست ساتھ چل رہے تھے کہ ان کے دوست نے بلند و بالا گھر کے دروازے کی طرف دیکھا تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا، ایسا نہ کرو، بیشک اگر لوگ اس کی طرف دیکھتے تو کبھی بھی اس کا مالک اسراف نہ کرتا، پس اس کی طرف دیکھنے والا مددگار ہے اس کے اسراف کرنے میں۔[106]

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی شان: "وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ" (طٰهٰ: 131)

اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلاؤ

میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

اور بعض عارفین نے فرمایا: امیروں کی طرف نہ دیکھو کیونکہ ان کے مال کی چمک تمہارے احوال کی رونق ماند کر دے گی۔[107]

جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن مجھ سے میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ آپ مجھ سے واپسی پر کس کے پاس تشریف فرما ہوں گے،

---

105 قاله العراقی فی (تضریج الاحیاء:1/ 30)، وقد رواه الطبرانی فی (الکبیر:12042)، والثعلبی فی (تفسیره:10/ 322)، و الضیاء فی (المختارة:12/ 128) من حدیث عبدالله ابی کیسان، عن عکرمة، عن ابن عباس، بلدظ (تجعلونه شوری بین العابدین من المومنین و لا تقضونه برای خاصة...) و قال الهیثمی فی (مجمع الزوائد:1/ 180): رواه الطبرانی فی (الکبیر) وفیه عبدالله بن کیسان، قال البخاری: منکر الحدیث. ورواه ایضا: ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:1611 و 1612)، و الخطیب فی (الفقیه و المتفقة:1/ 476)، و (2/ 391) من طریق مالك، عن یحیی بن سعید الانصاری، عن سعید ابن المسیب، عن علی بن ابی طالب، باللفظ السابق. قال ابن عبدالبر: هذا حدیث لا یعرف من حدیث مالك الا بهذا الاسناد، و لا اصل له فی حدیثالك عندهم. والله اعلم. و لا فی حدیث غیره

106 انظر (الاحیاء:1/ 127)

107 انظر (الاحیاء:1/ 21)

تو آپ نے عرض کیا کہ میں محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤں گا۔ تو جناب سری سقطی رحمۃ اللہ نے فرمایا، ہاں ٹھیک ہے ان سے علم حاصل کرو، ادب سیکھو لیکن علم کلام و متکلمین کا جو وہ رد کرتے ہیں وہ نہ سیکھنا۔ جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جب واپس تشریف لے جانے لگے تو جناب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ آپکو صاحب حدیث صوفی بنائے نہ کہ صوفی صاحب حدیث بنائے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس نے علم حاصل کرنے کے بعد تصوف میں مشغولیت کی تو اس نے کامیابی کو پایا اور جس نے علم کے حصول سے قبل ہی تصوف میں مشغولیت کی اس نے خود کو خطرے میں ڈال دیا۔[108]

اور جان لیجیے کہ: جس نے حق کو لوگوں کے ذریعے جانا تو وہ گمراہی کی جگہوں میں جلا۔ (کیونکہ حق کی پہچان کا تعلق لوگوں کے حسب نسب سے نہیں ہے۔) اسی سبب بعض اھل حال نے فرمایا، غور طلب چیز کہنے والا کا قول ہونا چاہیے نہ کہ اس کی ذات۔[109] پس حق کو جانو، تو تم اس کے اھل کو بھی جان لوگے[110] اگر تم حق کی راہ پر چلنے والے ہو۔ اور اگر تم فقط تقلید اور لوگوں میں علم و فضل کے درجات کے بلندی کی اعتبار سے علماء کی اطاعت پر اکتفاء کرنے کا ارادہ رکھو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غافل نہ رہنا، کیونکہ وہ اس مقصد میں سب بلند مراتب پر فائز ہیں، اور اس پر اجماع امت ہے کہ کوئی چاہنے والا چاہ کر بھی دین میں ان کے مراتب کو نہیں پا سکتا بلکہ ان اقدام مبارک سے مس شدہ مٹی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ ان کی یہ فضیلت کلام و فقہ کے سبب نہیں بلکہ علم آخرت اور اس کے راستے پر چلنے کے سبب تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت ان کی کثرت نماز و روزہ کے سبب نہ تھی اور نہ کثرت روایات و فتاوی و کلام کے

---

108 انظر: (قوت القلوب: 1/ 271)، و (الاحیاء: 1/ 22)

109 نسب هذا القول الی حاتم الاصم کما فی (الامتاع و المؤانسة: 1/ 244)، کما نسب الی علی بن ابی طالب کما فی (عیون الانباء: 709)

110 وهو من قول علی ابن ابی طالب، انظر: (الاحیاء: 1/ 35)، و انساب (الاشراف: 2/ 539)، و (الذریعة الی مکارم الشریعة: 171)

سبب تھی بلکہ اس راز کے سبب تھی جو ان کے سینہ مبارکہ میں ڈال دیا گیا تھا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت ہے جیسا کہ خود امام الانبیاء شفیع العاصیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی گواہی دی ہے۔ ایسا ہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔[111] اور عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کتاب "نوادر" میں بکر بن عبد اللہ المزنی کے قول سے فرمائی ہے۔ اور فرمایا میں نے اس کو مرفوع نہیں پایا۔[112]

میں ملا علی القاری عرض کرتا ہوں: کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس قول کی مثل اپنی رائے سے نہیں کہا جا سکتا۔ اس کو مشائخ نے قبول کیا ہے اور اپنی تحریرات میں ذکر کیا ہے۔

اور اس کی تائید حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام فرماتا ہے، "علم کثرت روایات سے نہیں ہے، بیشک علم تو وہ نور ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پس لالچ کرو اس راز کو پانے کی، وہ جوہر نفیس اور بیش قیمت موتی ہے۔ ان چیزوں سے بچو جن کی تعظیم پر لوگ متفق ہیں اس اتفاق کے بہت اسباب ودواعی ہیں جن کی تفصیلات لمبی ہیں"۔[113]

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد آپ کے پیارے اصحاب میں ہزاروں ایسے تھے جو عالم باللہ تھے اور خود رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مبارک نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی دن کلام میں ماہر نہ تھے۔ دس بارہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنھم اجمعین نے خود کو مفتی نہیں بنایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں سے تھے، جب ان سے کوئی فتویٰ معلوم کرتا تو یہ فرماتے کہ فلاں حاکم کے پاس جاؤ کہ جس نے لوگوں کے معاملات اپنی ذمہ لے رکھے ہیں اور اپنی گردن میں

---

111 انظر: (الاحیاء:1/ 52)

112 انظر: (تخریج احادیث الاحیاء:1/ 32)، وھو فی (نوادر الاصول للحکیم الترمذی:3/ 55)، وفیھا: من قول ابی بکر بن عبداللہ المزنی

113 ھو فی (الاحیاء:1/ 49) منسوبا لابن مسعود، لکن الذی فی المصادر منسوبا الی الامام مالك، انظر: (مسند الموطا للجوھری:14)، و (قانون التاویل لابن العربی:362)، و (الالماع للقاضی عیاض:217)، و (صفة الصفوة:1/ 397)

ڈال رکھے ہیں۔[114] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک میں اس طرف اشارہ ہے کہ احکام و مسائل میں فتوٰی دینا حکومت و سلطنت کے تابع ہیں۔ (یعنی جو حکمران ہے مسائل بتانا بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم کے دس حصوں میں سے نو حصے رخصت ہوگئے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ یہ کیوں فرما رہے ہیں جبکہ ہمارے درمیان جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ابھی موجود ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مراد علم الفتوٰی یا علم الاحکام نہیں بلکہ علم باللہ ہے۔[115] تو کیا تمہیں لگتا کہ ان کی مراد علم کلام و علم مباحثہ تھی، ہر گز نہیں۔ تو اے انسان تیرا کیا حال ہو گا کہ تو اس علم کی معرفت کے لیے توجہ نہیں کرتا کہ جس کے نو حصے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ ہی فوت ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ ہستی مبارک ہیں جنہوں نے دین میں بحث ع مباحثہ کی راہیں بند کیں۔ (دین کے بارے میں جاہلانہ بحثوں کو روک دیا۔)

آپ رضی اللہ عنہ نے صبیغ کو کوڑے لگوائے جب انہوں نے ایسی دو قرآنی آیات کے بارے میں سوال کیا جو ان کے خیال میں ایک دوسرے کے مخالف تھیں، آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملنا چھوڑ دیا اور لوگوں کو ان سے ملنے سے روک دیا۔[116]

پس حاصل کلام یہ ہے کہ تین ذرائع سے اللہ تعالی کی قربت مل سکتی ہے۔

1: صرف علم، اور وہ علم مکاشفہ ہے۔

2: صرف عمل، جیسے بادشاہ کا عدل کرنا۔

---

114 انظر: (الاحیاء:1/ 23)، و 01/ 69)، و (قوت القلوب:1/ 228)

115 اوردہ بهذا اللفظ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 23)، وروواه الطبرانی فی (الکبیر:8809-8810)، و ابن عساکر فی (تاریخه:44/ 283) من حدیث ابن مسعود مقتصرا علی شطره الاول: (مات تسعة اعشار العلم) و قال الهیثمی فی (المجمع:9/ 69): رواه الطبرانی باسانید، و رجال هذا رجال الصحیح، غیر اسد بن موسی، و هو ثقة

116 رواه الدارمی فی (مسنده:146 و 150)، و عبدالرزاق فی (المصنف:20906)، و ابن وضاح فی (البدع:148)، و الآجری فی (الشریعة:153). و انظر: (الاحیاء:1/ 23)

3: علم و عمل، اور وہ طریق آخرت کا علم ہے۔
اس علم کا حصول علماء و عاملین دونوں سے ہوتا ہے۔ پس اپنے بارے میں غور و فکر کرو کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے عالموں میں ہونا چاہتے ہو یا عمل کرنے والوں میں یا دونوں میں۔ پس دونوں جماعتوں میں سے جس قدر ممکن ہو اپنا حصہ حاصل کرو۔

خذ ما تراه و دع شیئًا ما سمعت به
فی طلعة الشمس ما یغنیك عن زحل(117)

جو تم دیکھو اس کو اختیار کرو اور جو سنو اس کو چھوڑ دو، سورج کی موجودگی میں زحل کی ضرورت نہیں ہوتی۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص یہ دعوٰی کرے کہ اس نے دنیا اور اس کے خالق کی محبت کو اپنے دل میں جمع کر لیا ہے تو وہ شخص جھوٹا ہے۔(118)
ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو خط لکھا: تجھے علم نصیب ہوا ہے تو تم اس کو گناہوں کی تاریکی سے میلا نہ کرو، وگرنہ تم اس دن اندھیرے میں رہ جاؤ گے جس دن اہل علم اپنے علم کے نور سے فائدہ حاصل کر رہے ہوں گے۔(119)
حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا: درخت بہت ہیں لیکن سب درخت پھل دار نہیں ہوتے، پھل بہت ہوتے ہیں لیکن سب پھل میٹھے نہیں ہوتے، علم بہت ہیں لیکن سب علم نافع نہیں ہیں۔(120)
اور یہ بات جو احیاء العلوم میں ذکر کی گئی، تھوڑی سی توفیق زیادہ علم سے بہتر ہے۔ تو عراقی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالہ سے فرماتے ہیں کہ مجھے اس کو کوئی اصل نہیں ملی۔(121) اور اس کی

---

117 قائله المتنبي، انظر: (دیوانه:3/ 81)، و انظر ایضا (امالی ابن الشجری:3/ 246)، و (الخصائص لابن جنی:2/ 173)، و محاضرات الادباء:1/ 406)، و (خزانة الادب:9/ 375)
118 انظر: (الاحیاء:1/ 25)
119 رواه ابو نعیم فی (الحلیة:9/ 146)، و ابن الجوزی فی (القصاص:208)، و فی (التبصرة:2/ 194)، و انظر: (الاحیاء:1/ 25)
120 انظر: (الاحیاء:1/ 31)، و (ربیع الابرار للزمخشري:4/ 46)

مثل جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک قصے سنانے والے جو بصرہ کی جامع مسجد سے نکال دیا لیکن جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا تو ان کو مسجد سے نہ نکالا کیونکہ وہ علم آخرت کے حوالہ سے کلام فرماتے تھے۔ [122] یہ بات بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ محدثین کا اجماع ہے اس بات پر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

جان لیجیے کہ: توحید کی غایت یہ ہے کہ سب معاملات کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جائے اور اسباب، واسطوں اور اضافتوں کی طرف نسبت نہ کی جائے۔ یہ ایسا شرف والا مقام ہے کہ اس کے کئی اثمار میں سے ایک ثمر توکل ہے۔ اور توکل یہ ہے کہ انسان، مخلوق سے شکایتیں اور ان پر غضبناک ہونے کو چھوڑ دیا جائے اور اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہو جائے اور اس کو بجالائے۔

اس شرف والے مقام کے ثمرات میں سے ایک ثمر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو عرض کیا گیا: کیا ہم آپ کے لیے طبیب کو بلائیں؟؟؟ تو پیارے صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "طبیب نے ہی تو مجھے بیمار کیا ہے"۔ [123]

=

121 انظر: (تخریج الاحیاء للعراق:1/ 41)، وتمام کلامہ: وقد ذکرہ صاحب الفردوس من حدیث ابی الدرداء، وقال: (العقل) بدل: (العلم). ولم یخرجہ ولدہ فی (مسندہ)، وانظر: (الاسرار المرفوعة للمصنف:261)

122 انظر: (الاحیاء:1/ 34)، و(قوت القلوب:1/ 256)

123 انظر: (الاحیاء:1/ 33)، و(قوت القلوب:2/ 36)، و(محاضرات الادباء:1/ 507) وفیها انہ القائل ابو بکر الصدیق، لکن المشهور من قول عبداللہ بن مسعود، رواہ ابن سعد:3/ 285)، و الشجری فی (امالیہ:2876)، و البیهقی فی (الشعب:2267)، و ابن عساکر فی (تاریخہ:33/ 184 و186). و انظر الخبر الآتی

اور ایک دوسرا قول ہے کہ، جب آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: طبیب نے آپ سے آپکی مرض کے بارے میں کیا کہا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: طبیب نے کہا، بیشک میں کرنے والا ہوں جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔[124]

لہذا جب آپ نے یہ سمجھ لیا تو آپکو اختیار ہے کہ آپ خود پر غور کریں اور اسلاف کی اقتداء کریں یا غرور کی رسی سے لٹکیں اور بعد میں آنے والوں کی مشابہت اختیار کریں۔

ماہرین جو علوم سلف وصالحین کو پسند تھے ان میں سے اکثر مٹ چکے ہیں اور جن علوم میں لوگ مشغول ہیں ان میں سے اکثر نئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان سچ ہے، "اسلام غربت سے شروع ہوا اور غریب ہی رہے گا، پس خوشخبری ہو غرباء کو۔ عرض کی گئی غرباء کون ہیں؟؟؟ فرمایا: غریب وہ لوگ ہیں جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن میں لوگوں نے فساد پیدا کر دیا اور میری ان سنتوں کو زندہ کریں گے جنہیں لوگوں نے بالکل بھلا دیا۔

اس حدیث مبارکہ کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مختصراً بیان کیا۔ مکمل حدیث مبارکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس حدیث مبارکہ کو حسن قرار دیا۔[125]

اور ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے کہ "غرباء وہ تھوڑے لوگ ہیں کہ جن سے نفرت کرنے والے لوگ، ان سے محبت کرنے والوں کی نسبت زیادہ ہوں گے"۔ اس حدیث

---

124 انظر: (الاحیاء:1/ 33)، و (قوت القلوب:2/ 36)، ورواہ ابن سعد فی (الطبقات:3/ 198) و ابو نعیم فی (الحلیة:1/ 34)، و ابن عساکر فی (تاریخه:30/ 410)

125 اورده بهذا اللفظ الغزالی فی (الاحیاء:1/ 38)، و ابو طالب فی (قوت القلوب:1/ 248). ورواہ (مسلم:145) مختصرا من حدیث ابی هریرة. و رواه (الترمذی:٢٦٣٠) من حدیث عمرو بن عوف، فیه: (فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی م سنتی). وقال حدیث حسن. و رواه القضاعی فی (مسند الشهاب:1052)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:1902)، و البیهقی فی (الزهد:205) من حدیث عمرو بن عوف، وفیه: و من الغرباء؟ قال: (الذین یحیون سنتی، و یعلمونها عباداللہ)

مبارکہ کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت کیا۔[126]

رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ یہ علوم اس لیے غریب ہوگئے کیونکہ لوگ ان علوم کو ذکر کرنے والوں کے دشمن ہوگئے۔

اسی لیے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب تم کسی عالم کے دوست زیادہ دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ وہ عالم حق وباطل کو خلط ملط کرتا ہے اگر وہ حق بات بیان کرتا تو لوگوں کو اپنا دشمن بنالیتا۔[127]

اسی لیے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب تم کسی عالم کے دوست زیادہ دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ وہ عالم حق وباطل کو خلط ملط کرتا ہے اگر وہ حق بات بیان کرتا تو لوگوں کو اپنا دشمن بنالیتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم کی اقسام میں قسم محمود یہ ہے کہ جس کے ذریعے معرفت کی بلندیوں تک رسائی ہوتی ہے۔ وہ علم باللہ اور اسکی صفات، افعال اور مخلوق کے بارے میں اس کی مشیئت اور دنیا پر سزا اور جزاء کے حوالہ سے اس کی حکمتوں کا علم ہے۔

بیشک یہ علم بہت ضروری ہے اور وسیلہ ہے آخرت کی سعادتیں اور کامیابیاں حاصل کرنے میں۔ بلکہ اس میں جس قدر بھی کوشش کی جائے کم ہے۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے کہ جس کی گہرائی کو نہیں پایا جاسکتا۔ پیاسے دیوانہ وار اسے کی اطراف وساحلوں پر منڈلاتے ہیں اور اس سے جس قدر ممکن ہو فیض حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی بھی اس سمندر کی اطراف میں داخل اور فائدہ نہ حاصل کرسکا سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء و اصفیاء میں سے جو راسخ علم ہیں۔ اس طور کہ ان کے احوال کے مطابق جو ان کے درجات میں اختلاف ہے اور ان مراتب کے فرق کے جو اللہ تعالی نے ان کے مقدر میں کیے ہیں۔ یہ وہ پوشیدہ علم ہے کتابوں میں لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ صرف سیکھنے کے شوق اور آخرت کی

126 رواہ احمد فی (مسندہ:6650)، و الآجری فی (الغرباء:6)، و البیھقی فی (الزھد:203)، وھو حدیث حسن. وانظر: (قوت القلوب:1/ 248)، و (الاحیاء:1/ 38)

127 انظر: (الاحیاء:1/ 38)، و (قوت القلوب:1/ 248)

فکر رکھنے والے علماء کے احوال کے مشاہدہ سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے حصول میں مدد آخرت کے امور یعنی مجاہدہ، ریاضت، تصفیہ قلب، دینی معاملات میں مشغولیت اور ان میں حائل ہونے والی رکاوٹوں سے دوری اور عام مخلوق کے احوال کو چھوڑ کر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے احوال کے ساتھ مشابہت کے ذریعے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ تاکہ واضح ہو جائے اس کی طلب ہر کوشش کرنے والے کے لیے بقدر اس کے رزق کے نہ کہ اس کی طلب کے۔ بغیر کوشش و محنت اس میں کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ بیشک کوشش محنت ہی ھدایت کی کنجی ہے اس کے علاوہ اسکی کوئی کنجی نہیں۔ [128]

جان لیجیے: کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین نے حکومت سنبھالی [129] پس وہ سب عالم باللہ تھے اور اس کے احکام کی سمجھ بوجھ رکھنے والے تھے اور معاملات کے بارے میں فتوی دینے میں مستقل تھے۔ ایسے معاملات جن کے حل کے لیے مشاورت کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا تو اس میں دوسرے فقہاء سے مدد لیتے لیکن ایسا بہت کم ہوتا۔ پس علماء نے خود کو علم آخرت کے لیے وقف کر لیا اور اس کے لیے خود کو فارغ کر لیا۔ اور وہ فتاوی جات اور دنیا میں مخلوق کے احکام سے متعلقات کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے اجتہاد کے ذریعے اپنے رب کی طرف توجہ کرنے والے تھے جیسا کہ ان کی سیرت کے بارے میں نقل کیا گیا۔ ان خلفاء راشدین علماء باللہ کے بعد حکومت کی بھاگ دوڑ ایسے لوگوں نے سنبھالی جو اس کے مستحق نہ تھے اور نہ علم فتاوی و احکام میں مستقل تھے۔ اور وہ تمام درپیش مسائل اور صورتحال میں فتوی جاری کرنے اور احکام صادر کرنے میں فقہاء و اصحاب علم سے مدد چاہنے پر مجبور تھے۔ علماء تابعین میں سے صرف باقی رہے جو یقین میں، دین کے خلوص کا لازم سمجھنے میں اور سلف و صالحین کے طریقہ پر ہمیشگی اختیار کرنے میں پہلی طرز پر قائم رہے۔ چنانچہ اگر کبھی حکام کی طرف سے بلایا جاتا تو وہ جانے سے پہلو تہی

128 انظر: (الاحیاء:1/ 39) فالکلام سابق منه

129 من هنا إلی آخر هذا الفصل من (الاحیاء:1/ 41)

کرتے، مجبوراً حکام کو بھی سخت روش اختیار کرنی پڑی، انہیں زبردستی سرکاری عہدوں پر بٹھلایا گیا اور افتاء کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ اس وقت لوگوں نے علماء کی یہ عزت دیکھی کہ امام حاکم اور والی سب کے سب ان کی طرف متوجہ ہوگئے حالانکہ وہ علماء ان سے اعراض کرتے اور ان کی طرف توجہ نہ کرتے۔ پس امراء کی نظر میں عزت و مقام و مرتبہ کے شوق نے ان میں طلب علم کا جذبہ پیدا کیا۔ چنانچہ وہ لوگ علم فتاوٰی کے علم کے طرف متوجہ ہوئے۔ حاکموں کے سامنے حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ان سے متعارف ہو کر عہدے اور انعامات لیے۔ پس ان میں سے بعض کامیاب بھی ہوئے اور بعض وہ جو کامیاب تو ہوئے لیکن بن بلائے جانے کہ وجہ سے ذلت ورسوائی سے وہ بھی اپنا دامن نہ بچا سکے۔ غرضیکہ وہ فقہاء جو مطلوب تھے وہ طالب بن گئے اور جو کبھی حکام سے دور رہنے کے باعث عزت دار تھے ان کے درباریوں میں حاضری کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوگئے۔ تاہم ایسے علماء دین بھی ہر دور میں موجود رہے جنہیں اللہ تعالی نے اس ذلت سے محفوظ رہنے کی توفیق دی۔ اس دور میں اکثر و بیشتر لوگ افتاء و قضاء سے متعلق علوم کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ کیونکہ در حقیقت یہی علوم سرکاری عہدوں کے لیے ناگزیر حیثیت رکھتے تھے۔ پھر ایسے سربراہان حکومت اور امراء حکام ظاہر ہوئے جنہوں نے عقائد کے قوائد کے بارے میں لوگوں کے مقالات کو سنا اور اپنے آپ کو علم کلام کے دلائل اور ان کے فوائد کو سننے اور سمجھنے کی طرف مائل کیا۔ پس ان پر علم کلام میں مناظرانہ والزامی بحثوں میں رغبت کا غلبہ ہوا۔ پس لوگوں نے علم کلام اور اس کے متعلق احکام میں مشغولیت اختیار کی اور اسلام سے متعلق باقی تمام احکام کو چھوڑ دیا۔ مناظرانہ بحثوں اور فریق ثانی پر اعتراضات کے طریقوں کو وضع کیا۔ دعوٰی یہ کیا گیا کہ اس طرح ہم دین دین الٰہی کا دفاع اور سنت رسول ﷺ کی حفاظت اور بدعت کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں۔ پچھلے فقہاء بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ہمارا مقصد دین کے احکام کا اچھی طرح جاننا اور مسلمانوں کی فقہی ضروریات کی تکمیل کرنا ہے۔ اس میں مخلوق کی بھلائی اور نصیحت پیش نظر ہے۔ پھر کچھ امراء و حکام ایسے آئے جنہوں نے علم کلام میں مناظرانہ بحثوں کی ہمت افزائی نہیں کی ان کے خیال میں اس طرح کے مناظروں سے نہ صرف یہ کہ جھگڑے پیدا ہوئے بلکہ ان کی شدت میں اضافہ

ہوا۔ کشت وخون اور ملک کی تباہی تک نوبت پہنچی۔ اور انہوں نے مائل کرلیا اپنے آپ کو مناظرانہ فقہی بحثوں میں اور خصوصی طور پر امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمھما اللہ تعالی کے مذہب کی ایک دوسرے پر بہتری بیان کرنے میں۔ لوگوں نے علم کلام اور دیگر فنون علم اسلام کو ترک کردیا۔ ان لوگوں نے فقہ حنفی وشافعی کے اختلافی مسائل کو اپنا موضوع بنایا۔ اور فقہ مالکی اور حنبلی کے اختلافات پر زیادہ توجہ نہ دی۔ اور یہ گمان کیا کہ ان کا مقصد شرعی احکام کے اسرار ورموز کی دریافت اصول وفروع کے حقائق کی بیان اور مذہب کے عقلوں اور ان کی دلیلوں کی بیان کرنا اور فتاوٰی کے اصولوں کو ترتیب دینا اور ان کو تکمیل کرنا ہے۔ ان لوگوں نے ان موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں اور دلائل ذکر کیے۔ اور ان کو مناظرانہ اقسام علوم سے مزین کیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، وہ لوگ آج بھی اس روش پر قائم ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ اللہ تعالی نے آنے والے وقت کے لیے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ اور اگر حکام دنیا کسی اور امام کے مذہب میں اختلافات معلوم کرنے کی طرف مائل ہوجائیں یا کسی اور علم کی طرف مائل ہوجائیں تو علماء بھی ان کے ساتھ اس طرف مائل ہوجائیں گے۔ اور یہی گمان کریں گے کہ جس علم میں وہ مشغول ہیں وہی علم دین ہے۔ اور اس مشغولیت سے قرب باری تعالی کے علاوہ ان کا کوئی مقصود نہیں۔ انہوں نے بادشاہوں کو لوہاروں کی مثل قیاس کیا۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشاورت بھی ان کی مشاورت جیسی ہوتی تھی جیسا کہ دادا اور بھائی کے مسئلہ اور شراب کی حد کے بارے میں اور امام پر خطا کی وجہ سے جرمانہ لازم ہونے کے مسئلہ میں ان کو مشاورت۔ جیسا اس عورت کے بارے میں نقل کیا گیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے اپنا بچہ گرادیا۔ اور جیسا کہ مسائل فرائض اور ان کے علاوہ کے بارے میں نقل کیا گیا۔ اور نقل کیا امام مالک، امام شافعی، امام محمد اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہم کے مباحثوں کے بارے میں۔[130]

---

130 انظر: (الاحیاء:1/ 42)، وما سلف قبلہ منہ ایضا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو اداس دیکھا تو ان سے عرض کی گئی، آپ کو کس بات نے اداس کر دیا؟؟؟ تو انہوں نے فرمایا، ہم حیرت زدہ ہیں اہل دنیا کے بارے میں کہ ان میں سے کسی ایک سے ہمارا تعلق ہوتا ہے اور جب وہ علم سیکھ جاتا ہے تو وہ عہدیدار یا قاضی یا وزیر بن جاتا ہے۔[131] (اس کے دنیا طلب کرنے پر افسردگی)

ہم نے علم کی فضیلت میں تھوڑا سا ذکر کر دیا ہے اور کتاب "عین العلم" کی شرح میں اچھے و برے علم میں فرق بیان کر دیا ہے۔

بعض آداب جو اہل عقل کو لازم ہیں وہ باقی ہیں۔

ان آداب میں سے یہ ہے کہ:

تمام طرح کی عبادات و معاملات میں نیت کو درست رکھے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"انما الاعمال بالنیات"[132]

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اور لازم ہے کہ پہل کرے نفس کو برے اخلاق و افعال دنیا سے پاک کرنے میں۔

حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص وہ علم حاصل کرے کہ جس سے اللہ تعالی کی معرفت حاصل کی جاتی ہے پھر اس کے ذریعے دنیا اکٹھی کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو کو نہ پاسکے گا"۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو بہترین اسناد کے ساتھ روایت کیا۔[133]

اور بعض محقق نے اس بارے میں کلام کیا اور ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ، "ہم نے علم حاصل کیا غیر اللہ کے لیے پس علم نے انکار کر دیا اس سے کہ وہ نہیں ہے مگر اللہ تعالی کے

---

131 انظر: (الاحیاء: 1/ 57)

132 رواہ (البخاری: 1)، و (مسلم: 1907)، و (ابوداود: 2201)، و (الترمذی: 1742)، و (النسائی: 1/ 58)، و (ابن ماجہ: 4227)، و (احمد: 168) من حدیث عمر بن الخطاب

133 رواہ (ابوداود: 3664)، و (ابن ماجہ: 252)، و (احمد: 8457)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم: 1143)، و الخطیب فی (الجامع لاخلاق الراوی: 18) من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا. و اسنادہ حسن. فیہ فلیح بن سلیمان، وھو حسن الحدیث. و انظر: (تخریج الاحیاء للعراقی: 1/ 74)

لیے"[134]۔ یعنی، علم نے انکار کر دیا اور ہمارے لیے اپنی حقیقت کو واضح نہ کیا اگرچہ ہم تک اسکی بات والفاظ پہنچ گئے۔[135]

اور بعض محقق نے اس بارے میں کلام کیا اور ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ، ہم نے علم حاصل کیا غیر اللہ کے لیے پس علم نے انکار کر دیا اس سے کہ وہ نہیں ہے مگر اللہ تعالی کے لیے"۔ یعنی، علم نے انکار کر دیا اور ہمارے لیے اپنی حقیقت کو واضح نہ کیا اگرچہ ہم تک اسکی بات والفاظ پہنچ گئے۔ اور ان کی بات کا ظاہری معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالی کے غیر کے لیے علم حاصل کیا پس اللہ علم نے اپنے شرف کی وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ نہیں ہے مگر صرف اللہ تعالی کے لیے۔ پس علم کی برکت سے ہی عمل کی صحت نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ خاص ہے ان کے ساتھ کہ جن کو عنایات الہیہ چن لے اور ان کو دور کر دے لہو ولعب کے متعلقات سے۔ اور یہ صرف کتاب وسنت کے علم کے نتیجے میں حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ باقی علوم کی وجہ سے کہ جن کو اہل بدعت نے ایجاد کیا ہے۔ حتی کہ بعض اہل ظاہر نے یہ کہا ہے کہ وہ عقلیات (علم منطق) وفقہیات کہ جن پر اعتراض ہیں ان میں غور وفکر باطل ہے کیونکہ اگر ان کی کوئی اصل ہوتی تو اہل علم اس کو ضرور پا لیتے اور اس کو ثابت کر دیتے۔

ان آداب میں سے یہ ہے کہ:

لہو ولعب اور مخلوق کے ساتھ تعلقات بہت کم ہوں۔ کیونکہ یہ چیزیں مشغول کرنے والی اور مخلوق کے خالق کی خدمت کرنے سے روکتی ہیں۔

"مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ" (الاحزاب: 4)

اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔

اسی وجہ سے کہا گیا:

علم آپ کو اپنا بعض تب تک نہیں دیتا جب تک کہ آپ اسے اپنا تمام نہ دے دیں۔ پس جب آپ اس کو اپنا تمام دے دیتے ہیں تو وہ مشکل سے آپ کو اپنا تھوڑا حصہ دیتا ہے۔[136]

134 وهو قول السفيان الثوري رحمة الله عليه، فيما نقله الماوردي في (ادب الدنيا و الدين:80)، و (النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي:3/ 644)

135 وانظر: (الاحياء:1/ 50)

انہی آداب میں سے ہے کہ:

وہ علم سیکھنے میں تکبر نہ کرے اور عالم کے لیے عاجزی کرے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، پس میں ان کے خچر کے قریب ہوا تا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ اسی دوران حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور اس کی زین کو پکڑ لیا۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو چھوڑ دیجیے اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے۔ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم علماء اور بڑے بزرگوں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کریں (کیونکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بڑے عالم تھے)۔ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ہمیں بھی یہ حکم دیا گیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کریں۔ اسی طرح احیاء العلوم میں ذکر کیا گیا۔[137]

امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس واقعہ کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدخل" میں ذکر کیا اور فرمایا: "یوں ہم کرتے ہیں"۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مسلم کی شرائط کے مطابق اس حدیث مبارکہ کی اسناد صحیح ہیں۔[138]

العلم حرب للفتی المتعالی
کالسیل حرب للمکان العالی[139]

=

136 وهو قول علی ابن الجعد، فیما ذکر القرشی فی (الجوهرة المضية:2/ 523)، و من قول الخلیل بن احمد فیما ذکر الراغب الاصفهانی فی (محاضرات الادباء:1/ 72)

137 وانظر: (الاحیاء:1/ 50)

138 انظر: (تخریج الاحیاء:1/ 62)، و قال العراق: اخرجه الطبرانی و الحاکم.... و اخرجه الطبرانی فی (الکبیر:4746)، و (الحاکم:3/ 423)، و الخطیب فی (الجامع لاخلاق الراوی:310)، و فی (الفقیه و المتفقة:2/ 99)، و البیهقی فی (المدخل:670)، و انظر: (جامع بیان العلم:832)

139 انظر: (الاحیاء:1/ 50)، و (التبیان للنووی:46)، و (المجموع شرح المهذب:1/ 26). و عندهم شعر:

العلم حرب للفتی المتعالی — کالسیل حرب للمکان العالی

اور فرمایا گیا: علم دشمنی کرتا ہے متکبر شخص سے جیسا کہ پانی کا بہاؤ دشمنی کرتا ہے بلند جگہ سے۔

انہی آداب میں سے ہے کہ:

عالم اپنے علم پر عمل کرے اور اسکو اپنے حلم سے مزین کرے۔

اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے۔

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ" (الصف: 2)

اے ایمان والو، کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے، "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہو گا جس کو اس کے علم نے نفع نہ دیا"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[140]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص بھی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے علم پر عمل کرنے والا نہ ہو جائے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[141]

---

140 رواه الطبرانی فی (الصغیر:507)، والبیهقی فی (شعب الایمان:1642)، وللدینوری فی (المجالسة و جواهر العلم:90)، والقضاعی فی (مسند الشهاب:1122)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:1079)، و الخطیب فی (الکفایة:6)، والأجری فی (اخلاق العلماء:86)، وابن عدی فی (الکامل:3/ 474)، من طریق عثمان بن مقسم البر، عن سعید المقبری، عن ابی هریرة مرفوعا. و اسناده ضعیف، و قال ابن عبدالبر: وهو حدیث انفرد به عثمان البری لم یرفعه غیره وهو ضعیف الحدیث معتزلی فیما ذکروا، لیس حدیثه بشیء. و قال ابن عدی: وهذا معروف بعثمان البری والبلاء منه. وقال ایضا: عامة حدیثه مما لایتابع علیه اسنادا او متنا، وهو ممن یغلط الکثیر. وقال الهیثمی فی (المجمع:1/ 185): فیه عثمان البری، قال الفلاس: صدوق لکنه کثیر الغلط صاحب بدعة، ضعفه احمد و النسائی و الدارقطنی

141 قال العراقی فی (تخریج الاحیاء:1/ 71): اخرجه ابن حبان فی کتاب (روضة العقلاء) و البیهقی فی (المدخل) موقوفا علی ابی الدرداء، ولم اجد مرفوعا. و قد رواه (الدارمی:301)، و ابن سعد فی (الطبقات:2/ 357)، و ابن حبان فی (روضة العقلاء:35)، والبیهقی فی (المدخل:488)، و ابونعیم فی (الحلیة:1/ 213)، و الخطیب فی (الفقیه و المتفقة:1/ 26)، و الأجری فی (اخلاق العلماء:80) من طریق عن ابی الدرداء موقوفا. و اسناده حسن

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، "قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں باہر آجائیں گی۔ پھر اس کو چکر لگوایا جائے گا جیسا کہ گدھا چکی کے ارد گرد چکر لگاتا ہے۔ پھر دوزخی اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے تمہارا کیا معاملہ ہے؟؟ تو وہ کہے گا، میں لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔ اس حدیث مبارکہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[142]

اور شاید اس حدیث مبارکہ کا اقتباس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی شان سے ہے،

"مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا" (الجمعة: 5)

ان کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔

اور اس پر مذکورہ بالا سے زیادہ مناسب یہ فرمان باری تعالیٰ ہے،

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ" (الاعراف: 175)

اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں۔ تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا۔

"وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" (الاعراف: 176)

اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان

142 رواہ (البخاری: 3267)، و (مسلم: 2989)

نکالے یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں۔

یعنی برابر ہے کہ انہیں حکمت دی جائے یا نہ دی جائے۔ وہ تو خواہشات کے پجاری اور کھیل تماشہ چاہنے والے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علم عمل سے رابطہ کرتا ہے اگر عمل علم کو جواب دے تو بہترین وگرنہ علم رخصت ہو جاتا ہے۔ (143)

انہی آداب میں سے یہ ہے کہ:

زیادہ سے زیادہ علم کے حصول کی چاہت ہو۔

اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے،

"وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" (طٰهٰ: 114)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے، "اس دن میں میرے لیے کوئی برکت نہیں کہ جس دن میرے علم میں اضافہ نہ ہوا"۔ (144)

علماء فرماتے ہیں، جس کا بعد والا دن پہلے دن سے بہتر نہیں وہ نقصان میں ہے اور جس کے دونوں دن برابر ہیں وہ دھوکے میں ہے۔ (145)

---

143 اورده الابن قتيبة فى (عيون الاخبار:2/ 140)، و ابن عبدالبر فى (جامع بيان العلم:1274)، و الغزالى فى (الاحيا:1/ 59)، و الزمخشرى فى (ربيع الابرار:4/ 76)

144 رواه ابن اسحاق بن رواهويه فى (مسنده:1128)، و الطبرانى فى (الاوسط:6636)، و ابن عبدالبر فى (جامع بيان العلم:318)، و ابونعيم فى (الحلية:8/ 188)، و ابن عدى فى (الكامل:4/ 299)، و الخطيب فى (تاريخ بغداد:7/ 5)، و ابن الجوزى فى (الموضوعات:1/ 233)، من حديث عائشة مرفوعا. و قال الهيثمى فى (المجمع:1/ 126): رواه الطبرانى فى (الاوسط) و فيه الحكيم بن عبدالله، قال ابو حاتم: كذاب. و قال ابن الجوزى: حديث لا يصح. و قد استنكره ابن عدى

145 رواه ابو نعيم فى (الحلية:8/ 35) من طريق ابراهيم بن ادهم، قال: بلغنى ان الحسن البصرى راى و اخرجه ابن ابى الدنيا فى (المنامات:243) عن شيخ من بنى سليم قال: رايت النبى ﷺ فى منامى، فذكر مثل سابقه. و رواه ايضا الخطيب فى (اقتضاء العلم العمل:112) عن العليد بن صالح، عن رجل: رايت النبى ﷺ فى النوم فقال:....، فذكر مثله. و اورده الديلمى فى (مسند الفردوس:3/ 616) مرفوعا.

=

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک وہ علم حاصل کرتا رہتا ہے اور جب وہ گمان کرتا ہے کہ اس نے سب کچھ سیکھ لیا تو وہ جاہل ہو جاتا ہے۔[146]

اس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔ علم حاصل کرنے والا اور دنیا حاصل کرنے والا"۔[147]

ان آداب میں سے ہے کہ:

عالم کو چاہیے کہ اہل دنیا سے دوری اختیار کرے اور آخرت کی فکر کرنے والوں سے تعلق قائم کرے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بیشک میں تین لوگوں پر ضرور رحم کروں گا۔

1: وہ عزت دار شخص کہ جسے قوم نے ذلیل کر دیا۔ 2: قوم کا غنی آدمی جو فقیر ہو گیا۔

3: وہ عالم کہ جس کے ساتھ اہل دنیا و بیوقوف جاہل لوگ مزاق کرتے ہیں۔[148]

=

و قال المصنف فی (الاسرار المرفوعة:328): لا یعرف الا من منام (لعبد العزیز بن ابی رواد قال: اوصانی به فی الرؤیا....)

146 رواه الدینوری فی (المجالسة و جواهر العلم:308)

147 رواه ابن حبان فی (المجروحین:2/ 22)، و الطبرانی فی (الکبیر:10388)، و القضاعی فی (مسند الشهاب:322)، و ابن عدی فی (الکامل:5/ 229)، و ابن الجوزی فی (العلل المتناهية:111)، من حدیث ابن مسعود مرفوعا: و فی اسناده عبدالله بن حکیم ابو بکر الداهری، قال ابن حبان: کان یضع الحدیث علی بعض الثقات. و قال ابن الجوزی: حدیث لا یصح. ورواه موقوفا (الدارمی:357)، و البیهقی فی (المدخل:449)، و الأجری فی (اخلاق العلماء:68)، من حدیث ابن مسعود موقوفا. ورواه الحاکم فی (المستدرك:1/ 169)، و البیهقی فی (المدخل:450 و 451)، وفی (الشعب:9797)، و ابن الجوزی فی (العلل المتناهیه:113)، و ابن عدی فی (الکامل:7/ 557–558)، من حدیث انس مرفوعا. وقال الحاکم: حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه ولم اجد له علة. وقال ابن عدی: هذا حدیث الهسنجانی سرقة منه محمد ابن احمد بن یزید. و رواه البزار فی (البحر الزخار:4880)، و ابن الجوزی فی (العلل المتناهية:112) من حدیث ابن عباس مرفوعا. و فی اسناده لیث بن ابی سلیم، قال البزار: اصابه شبه الاختلاط فیقی فی حدیثه لین

یحیی بن معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی علم و حکمت کب زائل ہو جاتے ہیں؟؟ فرمایا، جب ان دونوں کے ذریعے دنیا طلب کی جائے تو یہ دونوں زائل ہو جاتے ہیں۔[149]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم ایسے عالم کو دیکھو جو دنیا سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ دین اس کے بس کی بات نہیں کیونکہ جو جس چیز کا خواہشمند ہوتا ہے اسی میں مصروف ہوتا ہے۔[150]

میں ملا علی القاری عرض کرتا ہوں: مذکورہ بالا فرمان کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے: " مَنْ اَحَبَّ شَیْأً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ "[151]

جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر اتنا ہی کرتا زیادہ کرتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "جب تم ایسے عالم کو دیکھو جو بادشاہوں کے ساتھ گھلتا ملتا ہو تو وہ چور ہے"۔[152]

اور پھر یہ اشعار فرمائے:

و أعجبت لمبتاع الضلالة بالهدٰی　　و من یشتری دنیاه بالدین أعجب

و أعجب من هذین من باع دینه　　بدنیا سواء ذاك من ذین أعجب

=

148 رواه البیهقی فی (المدخل:699)، وقال: وروی هذا مرفوعا عن النبیﷺ من اوجه کلها ضعیفة. وقال ابن الجوزی فی (الموضوعات:1/ 238): انما یعرف هذا من کلام الفضیل بن عیاض، ثم ساق اسناده الیه

149 انظر: (الاحیاء:1/ 60)

150 هو فی (احیاء علوم الدین:1/ 61) منسوبا الی عمر، لکن جاء فی (جامع بیان العلم لابن عبد البر:1174) منسوبا لجعفر بن محمد

151 اورده المتقی فی (کنزالعمال:1/ 425)، و نسبه ل(مسند الفردوس للدیلمی) عن عائشة. وقال السخاوی فی (المقاصد الحسنة:619)، اخرجه ابونعیم ثم الدیلمی من حدیث مقاتل بن حیان، عن داود بن ابی هند، عن الشعبی، عن عائشة به مرفوعا

152 انظر: (الاحیاء:1/ 68)، وقد سلف بقم:7 من حیدث ابی هریرة مرفوعا، ولا یصح رفعه، فانظره ثمة

مجھے حیرت ہوتی ہے اس شخص پر جو گمراہی کے عوض ہدایت بیچ دے۔ اور جو شخص دین کے بدلے دنیا خریدے اس پر اس سے بھی زیادہ حیرت ہوتی ہے۔ اور ان دونوں سے زیادہ اس پر حیرت ہوتی ہے جو دوسرے کی دنیا کے لیے اپنے دین کو فروخت کر دے۔

انہی آداب میں سے ہے:

عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کے ذریعے دنیا طلب نہ کرے ان وجوہات کے سبب جو ہم پہلے ذکر کر چکے۔

عالم کے لیے درجات میں سے سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی حقارت، اسکے گھٹیا پن، اسکے معاملات، اس کو چھوڑنے، آخرت کی عظمت، عزت، خوبصورتی اور اس کی ہمیشگی کو جان لے۔

اور جان لے کہ یہ دونوں متضاد ہیں۔ جیسا کہ دو بیویاں کہ جب تم ایک کو راضی کرو تو دوسری ناراض ہو جائے۔ اور جیسا کہ میزان کے دو پلڑے، کہ جب ان میں سے ایک بھاری ہوتا ہے تو دوسرا ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور جیسے کہ مشرق و مغرب دو سمتیں ہیں کہ ایک سمت کے قریب ہونے سے دوسری سمت سے دوری بڑھتی ہے۔ اور جیسے کہ پیالے کہ جس قدر ایک میں سے دوسرے میں انڈھیلا جائے تو جس قدر دوسرا پیالہ بھرتا جائے گا، پہلا اسی قدر خالی ہوتا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں تنبیہ فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص آخرت سے محبت رکھتا ہے اس کی دنیا خراب ہے اور جو دنیا سے محبت رکھتا ہے اس کی آخرت خراب ہے۔ پس ترجیح دو اس کو جو باقی رہنے والی ہے اس پر جو فنا ہونے والی ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ایسا شخص جو دنیا کی حقارت، گھٹیا پن، متلوّن مزاجی اور دکھوں سے ملی لذتوں کو نہ جانے تو پھر بعض حالات میں اسکی خوبصورتی بھی ختم ہو جاتی ہے اور ایسا شخص بے عقل ہوتا ہے۔

پس مشاہدہ اور تجربہ ہی اس کو ہدایت دیتا ہے۔

توکیسے ہو سکتا ہے وہ شخص علماء میں سے کہ جس کو عقل ہی نہ ہو۔
اور جو شخص آخرت کی عظمت، نفاست اور اسکی ہمیشگی کو نہ جاتے تو وہ شخص کافر ہے ایسا کافر کہ جس کا ایمان سلب کر لیا گیا۔
توکیسے ہو گا وہ شخص علماء میں سے کہ جس کا ایمان ہی نہیں۔ اور جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ دنیا آخرت کے متضاد ہے اور ان دونوں کو جمع کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ امید رکھنا اس جگہ سے جہاں پر کوئی امید یا توقع نہ ہو۔ اور وہ شخص تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں سے لا علم ہے۔ بلکہ تمام قرآن کا منکر ہے اور وہ شیطان کا قیدی ہے۔ اسکو اسکی خواہشات نے ہلاک کر ڈالا اور اس پر اس کی زبوں حالی نے غلبہ پالیا۔ جو شخص اس قدر ہیچ درجہ کا ہو تو کیسے اس کو علماء کی جماعت میں شمار کیا جا سکتا ہے۔
حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں خطاب فرمایا: اگر کوئی عالم میری محبت پر اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو میں اس کے ساتھ ادنیٰ درجے کا معاملہ یہ کرتا ہوں کہ اس کو اپنے حضور مناجات سے محروم کر دیتا ہوں۔ اے داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے متعلق کسی ایسے عالم سے مت پوچھو جسے اس کی دنیا نے مدہوش کر دیا ہو۔ وہ تمہیں میرے راستے سے منحرف کر دے گا۔ ایسے لوگ میرے بندوں کے حق میں راہ کے لٹیرے ہیں۔
اے داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، جب تم میرا کوئی حقیقی طالب دیکھو تو اس کی خدمت کرو۔ اے داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو شخص میرے کسی مفرور بندے کو راہ راست پر لے آتا ہے تو میں اسے عقلمند اور دانا کے لقب سے نوازتا ہوں۔ اور جو شخص اس لقب سے نوازا جاتا ہے اس کو کبھی عذاب نہیں ہوتا۔ (153)

153 رواه ابن ابی الدنیا فی (الزهد:166)، والشجری فی (امالیه:407)، وانظر: (الاحیاء:1/ 60)، و (قوت القلوب:1/ 244)

اسی وجہ سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، علماء کی سزا دل کا مر جانا ہے اور دل کی موت یہ ہے کہ اخروی اعمال کے عوض دنیا طلب کی جائے۔[154]

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دنیا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اے علم والو: تمہارے محل اور گھر قیصر و کسریٰ کے محل و گھر جیسے ہیں اور تمہارے برتن فرعون کے برتنوں جیسے ہیں۔ تمہارے گناہ جاہلوں کے گناہ سے بدتر ہیں۔ تم شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تو بتاؤ پھر کہ شریعت محمد ﷺ کہاں ہے؟؟؟؟؟[155]

یہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ محض مال چھوڑ دینے سے کوئی عالم آخرت کے زمرہ میں شامل نہیں ہوتا اس لیے کہ جاہ و منصب کا ضرر مال کے ضرر سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ روایت حدیث کے لیے حدثنا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ دنیا کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جب تم کسی شخص کو حدثنا کہتے سنو تو سمجھ لو کہ وہ منصب کی خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔[156]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ حدیث کا فتنہ مال و اہل و عیال کے فتنوں سے بڑھ کر ہے۔[157]

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اہل علم کے علاوہ سب مردہ ہیں، عمل کرنے والے علماء کے علاوہ سب غافل ہیں۔ اخلاص فی العمل والوں علاوہ سب غلط فہمی میں مبتلاء ہیں اور مخلصین انجام کو جان لینے تک تذبذب کا شکار ہیں۔[158] اور ایک روایت میں یوں ہے کہ

154 انظر: (الاحیاء:1/ 60) ورواه ابن المبارك فی (الزهد:1514)– و من طریق البیهقی فی (المدخل:503)، وفی (الشعب:1696)، و احمدفی (الزهد:1498)، و ابن معین فی (تاریخه:2/ 70)
155 انظر: (الاحیاء:1/ 61)، و (معجم السفر للسلفي:245)
156 انظر: (قوت القلوب:1/ 233)، و (الاحیاء:1/ 61)، ورواه ابن المقرئ فی (معجمه:427)، و ابو نعیم فی (الحلیة:8/ 339)
157 انظر: (الاحیاء:1/ 61)
158 انظر: (الاحیاء:1/ 61)

"مخلصین بڑے خطرے سے دوچار ہیں"۔[159] اور وہ خطرہ دراصل اخلاص کا ریاء کاری و منافقت میں بدل جانا ہے۔

بعض محققین نے فرمایا کہ: اس کو لاحق خطرہ یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس کا اخلاص اس کی اپنی وجہ سے ہے۔

اسی وجہ سے کہا گیا کہ مخلَصین (لام پر زبر کے ساتھ) کا مرتبہ مخلِصین (لام پر زیر کے ساتھ) سے زیادہ ہے۔

قرآن شریف کی سات قراٰتوں میں سے دو قراٰتوں میں یوں پڑھا گیا ہے،

اللہ کریم کا فرمان عالی شان ہے،

"إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ" (يوسف: 24)

بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

کہ دونوں قراٰتوں میں دونوں حالتوں اور معنیٰ کی دو نسبتوں مجازی کسبی اور حقیقی وھبی پر بہت زیادہ تنبیہ ہے۔

جیسا کہ اللہ کریم میں اس فرمان عالی شان میں محقق ہے:

"وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى" (الانفال: 17)

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اور آخری منزل میں جو سب سے اعلیٰ مقصد کی انتہاء ہے وہ یہ جمع الجمع کا مرتبہ ہے۔

ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب آدمی طلب حدیث میں مشغول ہو جائے یا نکاح کرنے لگے یا کسب رزق کے ذریعے سفر اختیار کرے تو سمجھ لو کہ وہ دنیاداری میں لگ گیا[160] اور وہ عالی سند حاصل کرنے کے لیے حدیث سنتا ہے یا وہ ایسے بات کی طلب رکھتا ہے جس کی آخرت کی راہ میں کوئی حاجت نہیں۔[161]

---

159 اوردها السمرقندي في (تنبيه الغافلين:676) من قول سهل بن عبدالله، ورواه البيهقي في (الشعب:6455) من قول ذي النون المصري

160 انظر: (قوت القلوب:1/ 234)، و (الاحياء:1/ 61)، و (تلبيس الابليس:262)

161 انظر: (الاحياء:1/ 61)

بعض اکابر اسلاف فرماتے ہیں: علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے گروہ میں اٹھائے جائیں گے اور قاضی بادشاہوں کے گروہ میں [162] اور ان فقہاء کا حشر بھی قاضیوں کے ساتھ ہو گا جو اپنے علم کے ذریعے دنیا حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ [163]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنی مجلس میں اٹھ کر تشریف لے جانے لگے تو خراسان کے ایک شخص نے ایک تھیلا پیش کیا جس میں پانچ ہزار درھم اور ایک باریک کپڑے کا ایک تھان تھا۔ عرض کیا کہ درھم خرچ کے لیے ہیں اور کپڑا پہننے کے لیے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ تمہیں خیریت سے رکھے۔ یہ درھم اور کپڑا اٹھالو اور اپنے ہی پاس رکھو، ہمیں ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا، جو شخص ایسی مجلسوں میں بیٹھتا ہو جیسی مجلس یہاں منعقد ہوتی ہیں اور اس طرح کے نذرانے قبول کر لیتا ہو قیامت کے روز وہ اللہ تعالی کے سامنے دین سے محروم ہو کر جائے گا۔ [164]

انہی آداب میں سے یہ ہے:

علماء، کھانے پینے میں، زرق برق لباس میں، مکان میں زیب وزینت اور آرام طلبی کا رجحان نہ رکھتے ہوں۔

بلکہ ان سب امور میں میانہ روی اختیار کرتے ہوں۔ سلف وصالحین کی اتباع کرتے ہوں۔ جو نہایت سادہ اور معمولی زندگی بسر کرتے تھے۔ عالم جس قدر تن آسانی سے دور رہے گا اسی قدر اللہ تعالی سے قریب تر ہو گا۔ چنانچہ یہ واقعہ اس حقیقت پر شاہد عدل ہے جسے ابو عبد اللہ الخواص رحمۃ اللہ علیہ [165] نے ذکر کیا، اور یہ حاتم اصم [166] کے ساتھیوں میں سے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حاتم کے ساتھ بستی "ری" میں داخل ہوئے۔ ہمارے قافلہ میں تین سو بیس افراد تھے ہمارا حج کا ارادہ تھا اور میرے ساتھیوں نے اون کا لباس زیب تن

162 انظر: (قوت القلوب: 1/ 270)، و (الاحیاء: 1/ 61)

163 انظر: (الاحیاء: 1/ 61)

164 انظر: (قوت القلوب: 1/ 249)، و (الاحیاء: 1/ 62). و الحسن: ھو البصری

165 ابو عبداللہ الخواص: ھو علی، متصوف من اھل الری: صاحب حاتم الاصم

166 حاتم الاصم: ھو ابن عنوان بن یوسف البلخی، الزاھد الربانی، ابو عبدالرحمان الاصم، توفی سنۃ (237ھ)، انظر: (السیر: 11/ 485)

کیا ہوا تھا اور کسی کے بھی پاس توشہ دان اور زاد راہ نہ تھا۔ ہم سب ایک سوداگر کے ہاں ٹھہرے جو اگرچہ زیادہ مالدار نہیں تھا لیکن غریب نواز تھا۔ چنانچہ اس رات سوداگر نے اپنی استطاعت کے مطابق ہماری ضیافت کی۔ صبح ہوئی تو اس نے حاتم سے پوچھا اگر کوئی اور ضرورت ہے تو فرمایئے کیونکہ ابھی مجھے فقیہ شہر کی بیمار پرسی کے لیے جانا ہے۔ حاتم نے فرمایا، کہ مریض کی عیادت باعث اجر و ثواب ہے اور فقیہ کی زیارت عبادت ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ فقیہ کا نام محمد ابن مقاتل تھا اور بستی "ری" کے قاضی تھے۔ جب ہم قاضی صاحب کے دروازے پر پہنچے تو ہم نے دیکھا ایک نہایت خوبصورت اور بلند و بالا محل ہے۔ حاتم حیران و ششدر کھڑے رہ گئے اور فرمایا، عالم کے گھر کا دروازہ اور یہ حال (یعنی دنیاوی شان و شوکت)۔ پھر ان کو داخلے کی اجازت ملی اور گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ گھر بہت وسیع اور آرائش و زیبائش کا اہتمام ہے۔ پس حاتم مزید حیران ہوئے۔ پھر اس مجلس میں داخل ہوئے جس میں قاضی صاحب موجود تھے۔ فرش پر نرم قالین تھا اور قاضی صاحب اس پر آرام فرما تھے۔ ان کے سر کے پاس ایک غلام تھا جس کے ہاتھ میں ایک پنکھا تھا۔ پس رازی (سوداگر) بیٹھ گیا اور قاضی صاحب سے حال احوال دریافت کرنے لگا اور حاتم اپنے خیالوں میں مصروف ہی کھڑے رہے۔ پس ابن مقاتل نے انہیں بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ تو حاتم نے فرمایا، میں نہیں بیٹھوں گا۔ ابن مقاتل نے کہا کہ شاید آپ کو کوئی مسئلہ درپیش ہے۔ تو حاتم نے فرمایا، ہاں۔۔ تو ابن مقاتل نے کہا، کیا معاملہ ہے؟؟؟؟؟ تو حاتم نے فرمایا، ایک مسئلہ ہے جس کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو ابن مقاتل نے کہا پوچھیے۔ تو حاتم نے فرمایا، پہلے صحیح ہو کر بیٹھ جائیں۔ پس ابن مقاتل اٹھے اور صحیح ہو کر بیٹھ گئے۔ تو حاتم نے فرمایا، ابن مقاتل آپ نے یہ علم کس سے حاصل کیا؟؟؟؟؟؟ تو ابن مقاتل نے کیا انہوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا۔ تو حاتم نے فرمایا، اصحاب رسول ﷺ نے کیا سے حاصل کیا؟؟؟؟؟ تو ابن مقاتل نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سلام اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ تو حاتم نے فرمایا، حضرت جبرائیل سلام اللہ علیہ نے کس سے حاصل کیا؟؟؟؟؟؟ تو ابن مقاتل نے کہا، حضرت جبرائیل سلام اللہ علیہ نے اللہ رب العزت سے حاصل کیا۔ تو حاتم نے فرمایا، وہ علم

کہ جسے اللہ تعالی سے حضرت جبرائیل سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین تک پہنچایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ثقہ اشخاص تک پہنچایا۔ تو کیا تم اس علم میں ایسا کچھ سنا کہ جس کا گھر بلند و بالا و وسیع آرائش و زیبائش والا ہو تو وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجے والا ہے۔ تو ابن مقاتل نے کہا، نہیں۔۔۔۔ تو حاتم نے فرمایام، کہ پھر تم نے کیا سنا؟؟؟؟؟؟ تو ابن مقاتل نے کہا، کہ میں نے سنا کہ جس نے دنیا میں زہد و تقویٰ اختیار کیا اور آخرت میں انجام کے بارے میں فکر کی اور مسکینوں سے محبت کی اور اپنی آخرت کے لیے اچھے اعمال بھیجے تو اس کے لیے اللہ تعالی کے نزدیک بڑا درجہ ہے۔ تو پھر حاتم نے اس سے فرمایا، کہ تم نے پھر کس کی اقتداء کی؟؟؟؟؟ کیا نبی کریم ﷺ کی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیروی کی یا فرعون و نمرود مردود اور اس کے گروہ کی پیروی کی؟؟؟؟؟

اے علماء سوء (دنیادار برے علماء) جب کوئی جاہل دنیا کی طلب اور رغبت رکھنے والا تم جیسے علماء کو دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے، کہ میں ہرگز ان حالات کے مالک علماء سے برا نہیں ہو سکتا۔

پس یہ فرما کر حاتم ابن مقاتل سے رخصت ہوگئے۔ حاتم جب بغداد پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ لوگوں نے کہا، اے ابو عبد الرحمٰن، آپ عجمی ہیں اور رک رک کر بات کرتے ہیں اس کے باوجود جب کوئی آپ سے بحث کرے تو آپ اسے زیر کر دیتے ہیں۔ تو حاتم نے فرمایا: مجھ میں تین خصلتیں ہیں، جن کی وجہ سے میں اپنے مخالف پر غالب آجاتا ہوں۔

1: جب میرا مخالف کوئی بات حق کہے تو میں خوش ہوتا ہوں۔
2: جب میرا مخالف غلطی کرے تو میں غمگین ہو جاتا ہوں۔
3: میں اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہوں تاکہ مخالف کے ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤں۔

جب اس معاملہ کی خبر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا، سبحان اللہ، حاتم بڑے عقل مند انسان ہیں۔ ہمیں بھی ان کے پاس لے چلو۔

سب لوگ حاتم کے پاس آئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے ابو عبد الرحمٰن سلامتی کا راز کیا ہے؟؟؟؟؟ فرمایا، اے ابو عبد اللہ، جب تک آپ میں یہ چار خصلتیں نہ ہوں گی تب تک آپ دنیا سے سلامت نہ رہیں گے۔

1: لوگ اگر جہالت سے پیش آئیں تو آپ در گزر کریں۔

2: اپنے جہل پر قابو رکھیں۔

3: اپنی چیز لوگوں کو دیں۔

4: لوگوں کے مال و متاع سے بے پرواہ رہیں۔

جب آپ میں یہ خصلتیں ہوں گی تو آپ دنیا سے محفوظ رہیں گے۔ (167)

اسلاف رحمھم اللہ تعالی کی سیرت میں آسائش و زیبائش کو ترک کرنے کے آثار موجود ہیں۔ اور اس میں تحقیق یہ ہے کہ مباح امر کے ذریعے زینت حاصل کرنا حرام نہیں ہے۔ لیکن اس کو عادت بنالینے سے دل میں زیب و زینت کی چاہ پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ امور ممنوعہ کے ارتکاب، حق کے معاملہ مین منافقت اور مخلوق کی رعایت و معاونت اور دیگر دوسرے معاملات کے سبب ہمیشہ زیب و زینت ممکن نہیں ہوتی۔ ان امور ممنوعہ سے بچنا لازم ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں محو ہو گا تو وہ پھر اس سے سلامت نہ رہ سکے گا۔

اگر دنیاوی اشغال کے باوجود سلامتی حاصل ہوتی تو ترک دنیا میں رسول اللہ ﷺ اس قدر شدت نہ فرماتے، یہاں تک کہ جو دھاری دار کرتہ رسول اللہ ﷺ نے زیب تن فرمایا، وہ بھی اتار دیا۔ (168)

اور حکایت ہے کہ: یحیٰی بن زید نوفلی رحمہ اللہ تعالی نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی کو خط لکھا:

---

167 انظر: لهذه القصة: (حلية الاولياء: 8/ 80)، و (الاحياء: 1/ 66)، و (تلبيس الابليس: 142)

168 رواه (البخاري: 373)، و (مسلم: 556)، من حديث عائشة

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے اور درود ہو رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل میں پہلے اور بعد میں آنے والوں پر۔

یحیٰی بن زید بن عبد الملک کی طرف سے مالک بن انس کے نام۔

مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ عمدہ لباس پہنتے ہیں اور عمدہ کھانے کھاتے ہیں اور نرم گداز پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اپنے دروازے پر دربان مقرر فرماتے ہیں۔

حالانکہ آپ علم کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور لوگ قریب و بعید سے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کو اپنا امام مانتے ہیں اور آپ کے قول پر راضی ہوتے ہیں۔

اے مالک: اللہ سے ڈریئے اور عاجزی اختیار کیجیے، میں نے آپ کو خط لکھا نصیحت کرنے کے لیے، اس خط کو میرے اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔والسلام

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے جوابا خط لکھا۔

مالک بن انس کی طرف سے یحیٰی بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط۔

آپ پر اللہ طرف سے سلامتی ہو۔

مجھے آپ کا خط ملا کہ جس میں شفقت و ادب سے متعلق میرے لیے نصیحت ہے۔

اللہ تعالی آپ کو تقویٰ نصیب فرمائے اور نصیحت کرنے پر جزاء خیر عطا فرمائے اور میں اللہ رب العزت سے توفیق طلب کرتا ہوں۔

کوئی طاقت نہیں اللہ تعالی کے سوا جو بلند و برتر ہے۔

بہر حال جو آپ نے ذکر کیا کہ میں عمدہ کھانا کھاتا ہوں اور عمدہ لباس پہنتا ہوں اور دروازے پر دربان مقرر کرتا ہوں اور نرم گداز پر بیٹھتا ہوں، جی ہاں ہم ایسا کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے: "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ "(الاعراف:32)

آپ فرمایئے کس نے حرام کی اللہ تعالی کہ وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق۔

اور بیشک میں جانتا ہوں کہ دنیا کو ترک کرنا اس میں داخل ہونے سے بہتر ہے۔ اپنے خط سے ہمیں محروم نہ کیجیے گا اور نہ ہم آپ کو خط لکھنا ترک کریں گے۔۔۔۔۔۔والسلام[169]

دیکھیے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف، ان کے بلند مرتبہ ہونے کے باوجود کیسے انہوں انے اعتراف کیا کہ دنیا کو ترک کرنا، دنیا میں دخول سے بہتر ہے اور فتوٰی دیا کہ زینت اختیار کرنا جائز ہے۔ وہ اعتراف و فتوٰی، دونوں میں صادق ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بلند مرتبہ والی شخصیت کی مثال، کہ کیسے انہوں نے اپنے آپ کو انصاف و مندرجہ بالا نصیحت میں اعتراف پر قائم رکھا اور اپنے آپ کو مباح کی حدود پر قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ ذلت و مکروہات میں حد سے تجاوز کرنے سے بچایا۔ جب کہ ان کے علاوہ اس پر قادر نہ تھے۔ مباح چیزوں سے تفریح حاصل کرنے میں بڑا خطرہ ہے۔ مباح چیزوں سے لطف اندوزی، خوف و خشیت سے دور کرتی ہے، جبکہ خشیت تو علماء کی خاصیت ہے اور خشیت کی خاصیت، خطرے اور فتنے کی جگہوں سے دور رہنا ہے۔

انہی آداب میں سے ہے کہ:

علماء کو چاہیے کہ بادشاہوں سے تعلقات نہ رکھے اور جب تک ان سے فرار ممکن ہے تب تک ان سے میل جول نہ کرے بلکہ لازم ہے کہ وہ ان بادشاہوں روابط سے بچے اگرچہ وہ علماء کے پاس آئیں۔

بیشک دنیا میٹھی اور سر سبز ہے اور اس کی بھاگ دوڑ بادشاہوں اور ظلمت کے ہاتھوں میں ہے۔ ان بادشاہوں سے روابط ان کی رضا حاصل کرنے کی تکلیف سے خالی نہیں ہوں گے۔ اور نہ اس سے خالی ہوں گے کہ ان کے دلوں کو ان کے حالات سے مزین کیا جائے باوجود اس کے کہ وہ اپنی حکومتوں میں ظلم کرنے والے ہیں۔ ہر مذہب والے پر لازم ہے کہ وہ ان بادشاہوں کو ناپسند کرے اور ان کے سینوں کو ان کے ظلم کے اظہار کے ذریعے تنگ کرے اور ان کے افعال کو انتہائی قبیح جانے۔ کیونکہ ان بادشاہوں سے تعلق رکھنے والا ان

---

169 القصة في (الاحياء:1/ 67)، و انظر (ترتيب المدارك للقاضي عياض:2/ 149)، ففيه اشارة الى وقوع هذه القصة

کی آسائشوں کی طرف مائل ہو کر اللہ تعالیٰ کے ان پر انعام سے متنفر ہو گا یا ان پر انکار کرنے سے خاموش رہے گا اور ان کی چاپلوسی کرے گا۔ یا یہ کہ ان بادشاہوں کی حمایت کرنے اور ان کے احوال کو خوبصورتی سے بیان کرنے میں پر تکلف ہو جائے گا حالانکہ یہ سب سراسر جھوٹ ہو گا۔ یا یہ کہ ان بادشاہوں کی دنیا سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ تو بربادی اور رسوائی کا سامان ہے۔

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

ہر وہ شخص جس کی طرف ظلم کی نسبت کی گئی ہو اس کے ساتھ تعلق نہ رکھے۔ یوں ہی سپاہیوں اور ظالم لوگوں کے ساتھ بھی قطعاً تعلق نہ رکھے اور نہ ہی ان کے ساتھیوں اور مددگاروں کی معاونت کرے۔

ایک بزرگ کے بارے میں حکایت ہے کہ ان کو سرحد کی حفاظت کے لیے دیوار کی تعمیر پر نگران مقرر کیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں اپنے دل میں کچھ شک پایا، اگرچہ یہ نیکی کا کام تھا بلکہ فرائض اسلام میں سے تھا۔ لیکن اس جگہ کا حکمران ظالم تھا۔ تو میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا، تم تھوڑی یا زیادہ کسی شے پر بھی ان کی معاونت نہ کرنا۔ میں نے عرض کی، مگر یہ دیوار تو راہ خدا میں مسلمانوں کی حفاظت کی لیے بنائی جا رہی ہے۔ فرمایا: ہاں! مگر کم از کم تم میں یہ بات داخل ہو جائے گی کہ تم ان ظالم لوگوں سے ملاقات کرو گے تاکہ وہ تمہاری اجرت ادا کریں تو اس طرح تم ان لوگوں کی ملاقات کو پسند کرو گے جو اللہ کریم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (170)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، جس نے کسی ظالم کی بقاء کے لیے دعا کی تو یقیناً اس نے یہ پسند کیا کہ اللہ کریم کی زمین میں اس کی نافرمانی کی جائے۔ (171)

---

170 (الاحیاء:2/ 86-87)

171 رواہ ابن ابی الدنیا فی (الصمت:230 و 600)، و البیهقی فی (الشعب:8986) من قول الحسن. و رواہ ایضا الدینوری فی (المجالسة:2008 و 2373)، و ابو نعیم فی (الحلیة:8/ 240) من قول یوسف
=

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: "کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ کریم ضرور غضب فرماتا ہے"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن ابی دنیار حمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[172]

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ: "جس نے ایسے شخص کی عزت کی جو اسلام میں نئی چیزیں گھڑنے والا ہے، تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔[173]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مہدی کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک خالی کاغذ تھا۔ اس نے کہا: اے سفیان! مجھے دوات دیجیے تا کہ میں اس کاغذ پر کچھ لکھوں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلے مجھے بتاؤ کہ کیا لکھو گے اگر وہ حق ہوا تو میں تمہیں دوات دے دوں گا۔[174]

اللہ رب العزت جلّ وعلا کا فرمان ذیشان مبین ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (المائدہ: 2)

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

=

بن اسباط. ورواه ایضا ابونعیم فی (الحلیة:7/ 46) من قول الثوری و قال العراقی فی تخریج (الاحیاء:1/ 532): لم اجده مرفوعا. و انما رواه ابن ابی الدنیا فی (کتاب الصمت)

172 رواه ابن ابی الدنیا فی (الصمت:228 و 229)، و ابو یعلی فی (معجمه:171 و 172)، و البیهقی فی (الشعب:4543 و 4544)، و ابونعیم فی (اخبار اصبهان:2/ 247)، و ابن عدی فی (الکامل:4/ 549)، و هو خبر منکر فیها قال الذهبی فی (المیزان:2/ 109). و مداره علی ابی خلف، و سابق بن عبدالله، وهما متروکان

173 رواه ابن عدی فی (الکامل:3/ 169)، و الهروی فی (ذم الکلام:5/ 132)، و الآجری فی (الشریعة:2039 و 2040)، و الطبرانی فی (الاوسط:6772)، و ابن الجوزی فی (الموضوعات:2/ 271)، و قال: هذا حدیث باطل موضوع. و فیه الخشنی، قال ابن عدی: هذا حدیث باطل موضوع، الخشنی یروی عن الثقات ما لا اصل له. ثم قال: و انما یروی نحو هذا عن الفضیل و نظرائه من اهل الخبرة. قلت: انظر: (ذم الکلام:961)، و ما بعده، فقد اخرجه الهروی عن عدد من نظراء الفضیل کالاوزاعی وغیره

174 انظر: (قوت القلوب:2/ 435)، و (الاحیاء:2/ 87)

اور اسی قبیل سے ہے کہ کچھ علماء حکمران کی قید میں تھے۔ اس نے ان میں سے کسی ایک کو بلایا تاکہ ان سے مٹی منگوا کر خط کے اوپر مہر لگائے۔ تو ان عالم صاحب نے فرمایا: مجھے خط دیجیے تاکہ میں دیکھوں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

فتوٰی دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف کرے اور اس سے بچے جب تک افتاء سے خلاصی ممکن ہو۔

اگر اس چیز سے متعلق پوچھا جائے جس کے بارے میں قرآن عظیم الشان، حدیث مبارکہ، اجماع یا قیاس جلی سے علم حاصل ہے تو پھر فتوٰی دے۔ اور اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے کہ جس کے بارے میں علم نہیں تو کہہ دے کہ "میں نہیں جانتا"۔ اور اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے کہ جس کے بارے میں رائے ہو اجتہاد کے ذریعے یا محتاط اندازے سے تو حتی الامکان کوشش کرے کہ سائل کو دوسرے عالم کی طرف لوٹا دے اگر یوں سائل کی بہترین رہنمائی ممکن ہو تو۔ اس لیے کہ امور شریعہ کو اپنے ذمہ لینا بہت بڑا اور مشکل کام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جس کسی مسئلہ کے بارے میں فتوٰی طلب کیا جاتا تو وہ فرماتے کہ امیر وقت کے پاس جاؤ کہ جس نے لوگوں کے معاملات اپنے ذمہ لے رکھے ہیں اور اپنے گلے میں ڈال رکھے ہیں۔[175] اور فرمایا: سائل ارادہ رکھتے کہ وہ ہمیں پل بنالیں اور ہم پر سے گزر کر جہنم میں پہنچ جائیں۔[176]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وہ شخص مجنون ہے جو لوگوں کو ہر اس معاملہ میں فتوٰی دیتا ہے جس کے بارے میں وہ اس سے فتوٰی طلب کرتے ہیں۔[177] اور

175 انظر: (قوت القلوب:1/ 228)، و (الاحیاء 1/ 69)

176 انظر: (الاحیاء:1/ 79–80)، و (قوت القلوب:1/ 266)

177 رواہ (الدارمی:187)، و ابن الجعد فی (مسندہ:320)، و زھیر بن حرب فی (العلم:10)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:2206)، و انظر: (قوت القلوب:1/ 228)، و (الاحیاء:1/ 69)

فرمایا: لا ادری (میں نہیں جانتا) یہ کلمات عالم کی ڈھال ہیں، کیونکہ اگر اس نے غلط مسئلہ بتا دیا تو ہلاکت میں مبتلاء ہو گا۔ (178)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں جانتا عزیر نبی ہیں یا نہیں، تبع ملعون ہے یا نہیں، ذو القرنین نبی ہیں یا نہیں"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث مبارکہ کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔ (179)

جب رسول اللہ ﷺ سے اچھی اور بری جگہ کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں جانتا"، یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ مجھے اللہ کریم نے علم عطا فرمایا کہ بہترین جگہ مساجد اور بری جگہ بازار ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ، امام بزار رحمۃ اللہ علیہ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا۔ (180)

---

178 انظر: (الاحیاء:1/ 69). رواہ ابونعیم فی (تاریخ اصبھان:1/ 410)، و ابن عساکر فی (تاریخہ:8/ 363) و نسبوہ لمالك ابن انس. و انظر: (الانتقاء لابن عبدالبر: 37)

179 رواہ (ابو داود:4674)، و (الحاکم:1/ 36 و 2/ 14)، و البیھقی فی (السنن:8/ 329)، و ابن عبدالبر فی (جامع بیان العلم:1552)، و ابن عساکر فی (تاریخہ:17/ 237) من طریق عبدالرزاق، عن معمر، عن ابن ابی ذئب، عن سعید بن ابی سعید، عن ابی ھریرۃ مرفوعا. و قال الحاکم: صحیح علی شرط الشیخین و لا اعلم له علة و لم یخرجاہ. لکن اوردہ (البخاری فی التاریخ:1/ 153) متصلا و مرسلا، و قال: المرسل الصحیح

180 رواہ (احمد:16744)، و (ابو یعلی:7403)، و (البزار:1252)، و (الحاکم:1/ 166 و 167)، و الطبرانی فی (الکبیر:1546)، و قال الحاکم: قد احتجا جمیعا برواۃ ھذا الحدیث، الا عبداللہ ابن محمد بن عقیل، و قد تفرد البخاری بالاحتجاج بابی حذیفة. و ھذا الحدیث اصل فی قول العالم: لا ادری.
قلت: اسنادہ ضعیف، تفرد بی عبداللہ بن محمد بن عقیل، و قد ضعفه جمھور العلماء سوی الترمذی قال: صدوق، و قال البخاری: مقارب الحدیث. و فیه ایضا: زھیر بن محمد التمیمی، و له مناکیر، و تابعی عمرو بن ثابت، و ھو ضعیف

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر دس مسئلے پوچھے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ ایک مسئلہ کا جواب ارشاد فرماتے اور باقی نو مسائل کے جواب میں خاموش رہتے۔[181]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نو مسائل کا جواب ارشاد فرماتے اور ایک مسئلہ کے جواب میں خاموش رہتے۔[182]

اور وہ فقہاء جو فرماتے تھے کہ لا ادری (میں نہیں جانتا) تعداد میں ان علماء سے زیادہ ہیں جو فرماتے تھے ادری (میں جانتا ہوں)۔

ان فقہاء میں سے جو فرماتے (لا ادری "میں نہیں جانتا") تھے چند یہ ہیں، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام فضیل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس اصحاب رسول ﷺ و رضی اللہ عنہم اجمعین کو پایا کہ جب ان میں سے کسی ایک سے کسی مسئلہ کی بابت سوال کیا جاتا تو وہ خواہش کرتے کہ اس مسئلہ کے جواب میں ان کا بھائی کفایت کرے۔[183] (یعنی سائل کو ان سے پوچھنے کی نوبت نہ آئے)۔

دوسری روایت میں الفاظ ہیں کہ، جب کسی ایک سے سوال کیا جاتا تو وہ اس کو دوسرے کی طرف لوٹاتے اور دوسرے صاحب سائل کو کسی اور کی طرف لوٹاتے اور وہ کسی اور کی طرف حتیٰ کہ چلتے چلتے سلسلہ پہلے کی طرف لوٹ آتا۔[184]

اسی کی مثل مروی ہے کہ: اصحاب صفہ میں سے کسی ایک کو بھنا ہوا سر پیش کیا گیا وہ سخت فاقہ سے ہونے کے باوجود دوسرے کو ہدیہ کر دیا اور انہوں نے آگے ہدیہ کر دیا ہوں وہ ان کے درمیان ہی گردش کرتا رہا یہاں تک کہ پھر پہلے کے پاس آگیا۔[185]

---

181 انظر: (قوت القلوب: 1/ 228)، و (الاحیاء: 1/ 70)

182 انظر: المصادر السابقة

183 قد رواه الفسوی فی (المعرفة و التاریخ: 2/ 817)، و (الدارمی: 145)، و ابو زرعة الدمشقی فی (تاریخه: 670)، و الخطیب فی (الفقیه و المتفقه: 2/ 23)

184 رواه الفسوی فی (المعرفة و التاریخ: 2/ 817)، و الخطیب فی (الفقیه و المتفقة: 2/ 23)

185 انظر: (الاحیاء: 1/ 70)

بعض اکابرین نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم چار چیزوں سے بچا کرتے تھے۔ (186)

1: حکمرانی سے 2: وصی بننے سے 3: امانت رکھنے سے 4: فتوٰی دینے سے

بعض اکابرین نے فرمایا، وہ شخص فتوٰی دینے میں زیادہ جلدی کرتا ہے جس کے پاس علم کم ہوتا ہے اور اس سے بچنے کی کوشش وہ کرتا ہے جو زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے۔ (187)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنھم اجمعین پانچ چیزوں میں مشغول رہتے تھے، (188)

1: تلاوت قرآن کریم 2: مساجد کی آباد کاری 3: ذکر اللہ

4: نیکی کی دعوت 5: برائی سے روکنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھا جاتا تو وہ فرماتے، ہمارے آزاد کردہ غلام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔ (189) حضرت ابن عباس رضی اللہ سے کچھ پوچھا جاتا وہ فرماتے، حارثہ بن زید سے پوچھو (190)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھا جاتا تو وہ فرماتے، سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ (191)

منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بیس احادیث بیان کیں۔ اور جب ان سے ان کی شرح پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس صرف وہی ہے جو میں نے بیان کر دیا۔ پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک کر کے تمام احادیث کی شرح بیان کی۔ لوگ ان کی عمدہ شرح اور ان کے حافظے سے حیران ہوگئے۔ تو صحابی رضی اللہ عنہ نے مٹھی میں کنکریاں لے کر لوگوں کو

---

186 انظر: (قوت القلوب: 1/ 229)، و (الاحیاء: 1/ 70)

187 انظر: (قوت القلوب: 1/ 229)، و (الاحیاء: 1/ 70)

188 انظر التعلیق السابق

189 رواه (ابن ابی شیبة: 35595)، ابن سعد فی (الطبقات: 7/ 176)، والخطیب فی (تاریخه: 3/ 25) وتمامه: اناسمعنا وسمع، ونسینا وحفظ

190 انظر: قوت القلوب: (1/ 254)، و (الاحیاء: 1/ 71)

191 رواه ابن سعد فی (الطبقات: 5/ 140)، والفسوی فی (المعرفة والتاریخ: 1/ 476)، والخطیب فی (الفقیه و المتفقه: 1/ 430)، و وکیع فی (اخبار القضاة: 2/ 411)، و ابن عبدالبر فی (التمهید: 6/ 303)

ماریں اور فرمایا، تم مجھ سے علم کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ تمہارے درمیان یہ بڑے عالم موجود ہیں۔[192]

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

عالم کو چاہیے کہ وہ علم باطن، دل کی نگرانی، راہ آخرت اور اس پر چلنے کی کیفیت کو جاننے کی زیادہ کوشش کرے۔

مجاہدہ و مراقبہ کے ذریعے اس کے انکشاف کی سچی امید رکھے کیونکہ مجاہدے کے ذریعے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اور علوم قلب کی باریکیوں کے سبب دل سے حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ کتابیں اور تعلیم اس میں کام نہیں آتیں بلکہ حکمت تو شمار سے باہر ہے۔ جو محض مجاہدے و مراقبے، ظاہری و باطنی اعمال بجالانے اور تنہائی میں حضور قلب اور صاف فکر و سوچ کے ساتھ غیر اللہ سے بے تعلق ہو کر اللہ الوھاب کے حضور حاضر ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ الہام کی چابی اور کشف کا منبع ہے۔ کتنے ہی طالب علم ایسے ہیں جو عرصہ دراز تک علم سیکھنے میں کوتاہی برتتے ہیں۔ لیکن علم و مراقبہ بہت زیادہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ عزوجل ان کے لیے حکمت کی ایسے اسرار کھول دیتا ہے کہ عقلمندوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

"وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ" (البقرة: 282)

اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جب کوئی شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کو وہ علم بھی عطا فرما دیتا ہے جو اس کو حاصل نہ ہو"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[193]

192 انظر: (الاحياء: 1/ 71)، و (قوت القلوب: 1/ 254-255)

193 رواه ابو نعيم في (الحلية: 10/ 15)، و قال: ذكر احمد بن حنبل هذا الكلام عن بعض التابعين عن عيسى بن مريم، فوهم بعض الرواة انه ذكر عن النبي ﷺ، فوضع هذا الاسناد عليه لسهولته و قربه، و هذا الحديث لا يحتمل بهذا الاسناد عن احمد بن حنبل

بعض کتب سابقہ میں لکھا ہے کہ، اے بنی اسرائیل یہ نہ کہو کہ علم آسمان پر ہے اس کو کون اتارے گا، نہ یہ کہو کہ علم زمین کی تہہ میں ہے اسے اوپر کون لائے گا نہ یہ کہو کہ علم سمندر کے اس پار ہے سمندر عبور کر کے اس کو کون لائے گا، بلکہ علم تمہارے دلوں میں رکھا گیا ہے[194]۔ میرے سامنے روحانی آداب سیکھو اور صالحین کے اخلاق اپناؤ، میں تمہارے دلوں میں اتنا علم ڈال دوں گا جو تمہیں ڈھانپ لے گا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ، "جس شخص نے خود کو چالیس دن کے لیے اللہ کے لیے وقف کر دیا تو اس کی زبان پر اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہوں گے"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحلیہ" میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[195]

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

عالم کو چاہیے کہ وہ یقین کی پختگی پر مائل ہو جائے کیونکہ یقین امور دینیہ کی اہم بنیاد ہے۔ اور توحید تو یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں کو مسبب الاسباب کی طرف سے جانے اور واسطوں کی طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ واسطوں کہ مسخر جانے کہ ان کے لیے کوئی حکم نہیں ہے۔ پس یوں ان واسطوں کے لیے غضب و غصہ، رضا اور شکر اس کے دل سے زائل ہو جائے۔ اور ان واسطوں کی حیثیت اس کے دل میں قلم اور ہاتھ کی مثل ہو جاتی ہے جو کہ ذریعہ بنتے ہیں منعم باری تعالی کی رضا حاصل کرنے کا۔ پس یوں وہ قلم اور ہاتھ کا نہ شکر کرے گا اور نہ ان

---

194 (الاحیاء:1/ 71)، و (قوت القلوب:1/ 237)

195 رواہ ابو نعیم فی (الحلیۃ:5/ 189) من طریق یزید الواسطی، عن الحجاج، عن المکحول، عن ابی ایوب الانصاری مرفوعا و قال: کذا رواہ الواسطی متصلا، و رواہ ابو معاویۃ عن الحجاج فارسلہ. و قال ابن الجوزی فی (الموضوعات:3/ 1459): حدیث لایصح، و یزید الواسطی لا یجوز الاحتجاج بہ، و حجاج مجروح، و لایصح لقاء مکحول لابی ایوب. و رواہ ابن المبارک فی (زوائد الزھد:1014)، و ابن ابی شیبۃ فی (المصنف:34344)، و ابونعیم فی (الحلیۃ:10/ 70) من طریق حجاج عن مکحول، عن النبیﷺ مرسلا. و حجاج بن ارطاۃ فیہ ضعف. و رواہ ایضا ابن عدی فی (الکامل:6/ 533) من حدیث ابی موسٰی الاشعری، و قال: متنہ منکر، و عبدالملک مجھول. و رواہ القضاعی فی (مسند الشھاب:466) من حدیث ابن عباس، و فی اسنادہ سوار بن مصعب و ھو متروک الحدیث

پر غصہ کرے گا بلکہ ان کو ذریعہ جانے گا جو کہ مسخر اور واسطہ ہے۔ پس جب یہ محقق ہے کہ سورج، چاند، ستارے، جمادات، حیوانات، نباتات اور تمام مخلوق حکم باری تعالی کے ماتحت ہے اسی طرح قلم اور ہاتھ لکھنے والے کے ماتحت ہیں۔

قدرت ازلی ہی ہر چیز کی اصل ہے اور یوں اس کے دل پر توکل، رضا اور فرمانبرداری غالب آجاتی ہے۔ پھر وہ غضب وحسد اور برے اخلاق سے بری ہو جاتا ہے۔

جس کو مندرجہ بالا چیزوں پر تقویت حاصل ہو تو وہ رزق، طمع، اور لوگوں کی محتاجی سے اللہ کریم کی ضمان میں ہوتا ہے۔ اس کے دل کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جو کوئی اچھا عمل کرے گا تو اس کو دیکھ لے گا اور جو کوئی برا عمل کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔

اس یقین کا فائدہ یہ ہے کہ حرکات وسکنات اور خطرات میں صدق مراقبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یوں وہ تقویٰ میں مبالغہ کرتا ہے اور ہر قسم کی برائی سے بچتا ہے۔ جب یقین غالب ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں سے بہت زیادہ بچتا اور زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کریم ہر حال میں اس پر مطلع ہے اور اسے کے دل کے وسوسوں، پوشیدہ خطروں اور فکروں کو دیکھ رہا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان تنہائی میں بھی اپنے تمام معاملات میں ادب کو اس شخص کی طرح ملحوظ خاطر رکھتا ہے جو بڑے بادشاہ کے سامنے بیٹھ ہو اور بادشاہ اس کو دیکھ رہا ہو۔ تو وہ گردن جھکائے اپنے تمام معاملات میں باادب رہتا اور خلاف ادب ہر بات سے بچتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ذیشان میں اس طرف اشارہ ہے، "احسان یہ ہے کہ تم اللہ رب العزت کی عبادت ایسے کرو کہ جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو یہ ذہن میں رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ (196)

اس طرح وہ اپنی باطنی فکر میں یوں ہو جائے گا جیسے اپنے ظاہری اعمال میں۔ یا یہ کہ اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ کریم اس کے مخفی معاملات پر یوں مطلع ہے جیسے مخلوق اس کے

196 رواہ (مسلم:8)، و (الترمذی:2796)، و (ابن ماجه:63)، و (النسائی:8/ 97) من حدیث عمر بن الخطاب

ظاہری معاملات پر مطلع ہے۔ یوں وہ اپنے باطن کو اللہ کریم کے لیے سنوارنے، اسے پاکیزہ رکھنے، اور مزین کرنے کی زیادہ کوشش کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے، "بیشک اللہ کریم تمہارے چہروں اور عملوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور احوال کی طرف دیکھتا ہے"۔[197]

اور یہی یقین کا وہ مقام ہے کہ جس میں حیاء، خوف، انکساری، عاجزی، اور وقار نصیب ہوتا ہے اور نیکیوں کے لیے تمام اخلاق حسنہ نصیب ہوتے ہیں۔ پھر ان اخلاق کی بدولت کئی طرح سے فرمانبرداری کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور کئی قسم کے حالات وارد ہوتے ہیں۔

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

علماء اپنے دل کی صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے علوم میں بصیرت اور اس کے ادراک پر اعتماد کرتے ہیں۔

نہ کتابوں پر اور نہ اس چیز کی تقلید پر جو کسی غیر سے سنی ہو اور بلاشبہ تقلید صرف صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ ہر اس چیز میں جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا یا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید بھی اس حیثیت سے کی جائے کہ یقیناً ان کے افعال رسول اللہ ﷺ سے سننے پر دلالت کرتے ہیں۔

پھر جب وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کو قبول کر کے تقلید کرے تو اس کو چاہیے کہ اب وہ رسول اللہ ﷺ کے اسرار کو سمجھنے پر حریص ہو جائے کیونکہ تقلید کرنے والا یہ کام اس لیے کرتا ہے کہ صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل فرمایا اور ان کے ایسا فرمانے میں ضرور کوئی راز ہے ضرور کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔ لہذا اس کو چاہیے کہ وہ اعمال و اقوال کے اسرار کے بارے میں خوب جستجو کرے، اس لیے کہ اگر وہ

---

197 لم اقف علیه بهذا اللفظ، و رواه (مسلم:2564)، و (ابن ماجه:4143)، و (احمد:7827) من حدیث ابی هریرة مرفوعا بلفظ: (ان الله لاینظر الی صورکم و اموالکم، ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم)

صرف علم کو یاد کرنے پر اکتفاء کرے گا تو وہ علم کا صرف ایک برتن ہو کر رہ جائے گا اور عالم کے درجہ پر فائز نہیں ہو پائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے سوا ہر ایک کے علم سے کچھ لے لیا جاتا ہے اور کچھ چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، اور "یترک" کی جگہ "یدع" کی لفظ ذکر کیا۔[198]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور قراءت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ پھر فقہ اور قراءت میں ان دونوں سے اختلاف بھی کیا۔[199]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہمارے پاس جو کچھ آیا ہم نے اس تمام کو سر اور آنکھوں سے قبول کیا۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جو کچھ آیا اس میں سے ہم نے کچھ لے لیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ اور تابعین کی جانب سے جو کچھ ملا تو وہ انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں۔[200]

اور جب غیر سے سنی سنائی بات پر تقلید کرنا ناپسندیدہ ہے تو کتابوں اور اور تصانیف پر اعتماد بھی بہت بعید ہے۔

بلکہ کتابیں اور تصانیف تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اوائل تابعین کے زمانہ میں موجود ہی نہ تھیں۔ بلکہ وہ تو ایک سو بیس ہجری میں وجود میں آئیں۔ تمام صحابہ کرام

---

198 كذا قال العراقي في (تخريج احاديث الاحياء:1/ 93). ولم اقف عليه في مطبوع الطبراني. و قال السخاوي في • المقاصد الحسنة:513): هو من قول مالك، بل في الطبراني من حديث ابن عباس رفعه.... و معناه الصحيح. و اورده السيوطي في (الدرر المنتثرة:166)، و قال: عبدالله بن احمد في (الزوائد الزهد) من طريق عكرمة عن ابن عباس. و انظر (الاسرار المرفوعة للمصنف:268)، و فيه قال: ينبغي ان تكون الراوية: (يؤخذ من قوله ويودع) أو: (تأخذ و تدع)

199 انظر: (الاحياء:1/ 78)

200 انظر: (تاريخ بغداد:3/ 990)، و (الانتقاء لابن عبدالبر:144)، و (قوت القلوب:1/ 274)، و (الاحياء:1/ 79)

رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی وفات کے بعد، حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور تمام کبار تابعین کی وفات کے بعد۔

بلکہ پہلے لوگ تو احادیث کو لکھنے اور کتابوں کو تصنیف کرنے کو ناپسند کرتے تھے تاکہ لوگ حافظے اور قرآن کریم اور غور و فکر کو چھوڑ نہ دیں۔ بلکہ فرماتے کہ حفظ کرو علم کو جیسے ہم نے کیا۔

اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنے کو ناپسند کیا۔ اور فرمایا کہ ہم وہ کیسے کرسکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا۔ اور خوف محسوس کیا کہ لوگ مصحف پر ہی نہ انحصار کرنے لگے۔ اور فرمایا: قرآن کریم کو اسی حالت پر چھوڑتے ہیں کہ بعض اس کو بعض دوسرے لوگوں سے حاصل کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں تاکہ یہی لوگوں کی مصروفیت واہمیت کا باعث ہو۔

حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن کریم کی کتابت کی طرف توجہ دلائی اس چیز سے خوف محسوس کرتے ہوئے کہ کہیں لوگ اس کو چھوڑ نہ دیں اور ست نہ ہو جائیں۔ اور اس بات کی احتیاط برتتے ہوئے کہ لوگوں میں کلمات اور متشابہ قراءت کی وجہ سے اختلاف نہ پیدا ہو جائے اور کوئی اصل موجود نہ رہے کہ جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک اس کے لیے کھلا اور قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کیا۔[201]

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس کو ناپسند فرماتے تھے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی موطا کو تصینف فرمائیں۔

201 انظر لخبر جمع المصحف: (صحیح البخاری)، باب فضائل القرآن

اور فرماتے تھے کہ اس نئی چیز کو نہ کرو جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے نہ کی۔ جیسا کی احیاء العلوم میں ذکر کیا گیا۔ (202)

یہ بھی مشکل ہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مسند تصنیف فرمائی ہو یا شاید کہ بعد میں اس پر مختلف آراء طے پا گئی ہوں۔ (یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا کہ حدیث کی کتاب نہ لکھی جائے۔ بعد میں ان کے لیے واضح ہو گیا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔)

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں "کتاب ابن جریج فی الآثار" اور "حروف التفاسیر عن مجاہد وعطاء واصحاب ابن عباس رضی اللہ عنھما" مکہ شریف میں تصیف کی گئیں۔ اس کے بعد معمر بن راشد الصنعانی کی کتاب یمن میں تصنیف کی گئی۔ جس میں مصنف نے سنن منثورہ کو جمع کیا اور ان کو ابواب میں ترتیب دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الموطا" تصنیف کی گئی۔ اس کے بعد "جامع سفیان الثوری" تصنیف کی گئی۔ (203)

پھر چوتھی صدی ہجری میں علم الکلام میں تصنیفات ہوئیں اور تحقیقات کے ابطال میں نزاع کی طرف توجہ بہت بڑھ گئی پھر لوگ اس کی طرف اور قصوں اور ان کے ساتھ وعظ کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ پس انہوں نے اس زمانے کے علوم میں تحقیقات کیں اور علم القلوب اور نفس کی صفات کے بارے میں جستجو اور شیطان کی سازشوں میں ڈوب گئے۔ بہت کم لوگوں نے اس سے اعراض کیا۔ یوں بعد میں آنے والے وقت میں دین کمزور ہوتا گیا تو پھر کیا گمان ہو گا تمہارے زمانے کے بارے میں۔ پس اس معاملہ کی انتہاء اس انکار کے ظاہر ہونے پر کہ جس کے مقصود کی نسبت جنون سے ہے یعنی پاگل پن سے ہے۔ بہتر ہے کہ انسان اپنے آپ میں مشغول ہو جائے اور خاموش ہو جائے۔ اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور تقریباً پانچ سو ہجری کے وقت کے بزرگ ہیں۔ تو کیا حال ہو گا

---

202 انظر: (الاحیاء: 1/ 79)
203 انظر: (الجامع لاخلاق الراوي: 1857 و 1859)، و (الاحیاء: 1/ 79)

ہمارے زمانے کا۔ اور اب ایک ہزار ہجری سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے ہمارے زمانے کی دوری مشعل سے دوری کی مانند ہے۔ پس جو کوئی بھی دور ہوتا جائے گا وہ زیادہ اندھیرے میں آتا جائے گا۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "ہر گزرتے سال اور دن کے بعد تم لوگ برائی پاؤ گے۔ یہاں تک کہ اپنے رب سے جاملوگے"۔ اس حدیث مبارکہ کو اما احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[204]

اور انہی آداب میں سے ہے کہ:

عالم کو چاہیے کہ وہ نئے نئے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط برتے اگرچہ عام علماء کا اس پر اتفاق ہو گیا ہو۔

ایسا نہ ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک دور کے بعد میں آنے والی شے میں لوگوں کی مطابقت اس کو دھوکے میں ڈال دے۔

چاہیے کہ اسلاف کی سیرت واحوال میں غور وفکر کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے اقوال و افعال میں سب سے زیادہ اہم کیا چیز تھی۔ کیا وہ تدریس، تصنیف، مناظرہ، قضاء، حکومت، ولایت، معاملات اوقاف، وصیتوں، ریاست کے مال، بادشاہوں سے میل جول، خاندان میں حسن طرز کے متعلق تھی یا خوف، غم، تفکر ومجاہدے، ظاہری وباطنی مراقبے، چھوٹے وبڑے گناہ سے بچنے، شہوات نفسانی اور شیطان کے مکر وفریب سے بچنے اور علوم باطن سے متعلق تھی۔

تحقیق سے یہ بات جان لیجیے کہ زمانہ بھر میں سب سے زیادہ علم والا اور حق کے عرفان میں سب سے زیادہ قرب والا وہی شخص ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زیادہ

---

204 رواه (احمد:12347)، و (البخاري:7068)، و (الترمذي:2206)، من حديث انس و لم ينسبه المزي في (التحفة:1/ 220) الى النسائي، و لعل الوهم اتى من (كنز العمال:14/ 254)

مشابہ اور اسلاف کے طریقہ کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پس جس نے بھی دین کی معرفت بالیقین حاصل کی انہی کے واسطوں سے حاصل کی۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ آپ نے فلاں کی مخالفت کی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں بہتر وہ ہے جو اس دین کی زیادہ پیروی کرے۔[205] مناسب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موافقت میں موجودہ زمانے کے لوگوں کی مخالفت کو خاطر خواہ نہ لاؤ۔ کیونکہ لوگ اس رائے کو مناسب سمجھتے ہیں جو ان کی طبیعت کو مائل کرے اور ان کا نفس یہ اعتراف نہیں کرتا کہ یہ ان کے لیے جنت سے محرومی کا سبب ہے۔ اور وہ دعوٰی کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ جنت کی کوئی اور راہ نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ، "دو ہی چیزیں ہیں کلام اور سیرت۔ بہترین کلام اللہ عزوجل کا ہے اور بہترین سیرت رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ نئے نئے معاملات سے بچو، کیونکہ سب سے بری چیز دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنا ہے، اور دین میں نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ خبردار! لمبی عمر کا خیال تمہارے دل کو سخت کردے گا۔ خبردار! جو وقت آنے والا ہے وہ قریب ہے اور جو دور ہے وہ نہیں آنے والا"۔ اس حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہترین اسناد کے ساتھ ذکر کیا۔[206]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے زمانے کی نیکی گزشتہ زمانے کی برائی تھی اور تمہارے زمانے کی برائی آنے والے زمانے میں نیکی بن جائے گی۔ تم لوگ حق پر رہو

205 انظر: (قوت القلوب:1/ 275)، و (الاحیاء:1/ 80)

206 رواه (ابن ماجه:46)، و الفسوی فی (المعرفة و التاریخ:3/ 375)، و ابن بطة فی (الابانة:18)، والالکائی فی (شرح الاعتقاد:74) من حدیث ابن مسعود مرفوعا. و قال البوصیری فی (مصباح الزجاجة:1/ 10): هذا اسناد ضعیف، عبید بن میمون ابو عبید قال فیه ابو حاتم: مجهول. ورواه موقوفا: معمر بن راشد 20076، و من طریقه الطبرانی فی (الکبیر:7518)، و البیهقی فی (الشعب:4454)، و رجال اسناده ثقات

گے جب تک کہ تم حق کو پہچانتے رہو گے اور تم لوگوں میں جو عالم ہے وہ حق کو چھپائے گا نہیں، بیان کرتا رہے گا۔[207]

بیشک یہ بات سچ ہے کہ اس زمانے کی نیکیاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک میں برائیاں سمجھی جاتی تھیں۔ ہمارے زمانہ میں مساجد کو سجانا، انہیں آراستہ کرنا اور عمارتوں کی باریکیوں میں بہت زیادہ مال خرچ کرنا اور ان میں قیمتی بچھونے بچھانے کو نیکی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں مسجد میں چٹائی بچھانا بھی بدعت شمار ہوتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ حجاج بن یوسف ثقفی کی بدعات میں سے ہے۔ پہلے لوگ اپنے اور مٹی کے درمیان بہت کم رکاوٹ ڈالتے تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور آذان میں لحن کرنا بھی انہی بدعات میں سے ہے۔ پاکیزگی میں مبالغہ اور طہارت میں وسوسہ اور کپڑوں کی نجاست کے بارے میں اسباب بعیدہ فرض کیے جاتے ہیں اور خوراک کے حلال و حرام ہونے کے سلسلے میں تساہل برتا جاتا ہے۔

بیشک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، تم لوگ خواہشات کے زمانہ میں ہو جو کہ علم کے تابع ہیں اور تم پر وہ زمانہ آئے گا جس میں علم خواہشات کے تابع ہو گا۔[208]

حضرت ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، جس کے دل میں کوئی اچھی بات ڈالی گئی تو وہ اس پر عمل نہ کرے حتی کہ اس کے بارے میں حدیث سن لے۔ پھر اگر وہ اس کے موافق ہو تو اس پر اللہ تعالی کی حمد کرے۔

حضرت ابو سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، جس کے دل میں کوئی اچھی بات ڈالی گئی تو وہ اس پر عمل نہ کرے حتی کہ اس کے بارے میں حدیث سن لے۔ پھر اگر وہ اس کے موافق ہو تو اس پر اللہ تعالی کی حمد کرے۔[209]

---

207 انظر: (الاحیاء:1/ 80)، و هو فی (کنز العمال:3/ 690) عن ابن سیرین عن عدی بن حاتم، و نسبہ لابن عساکر، و هو عند ابن عساکر فی (تاریخہ:40/ 91-92)

208 رواہ الهروی فی (ذم الکلام:422)، و انظر: (قوت القلوب:1/ 284)، و (الاحیاء:1/ 80)

بعض علماء نے فرمایا: جس مسئلہ میں اسلاف نے گفتگو کی ہے اس میں خاموشی اختیار کرنا ظلم ہے اور جس میں انہوں نے خاموشی اختیار کی ہے اس میں کلام کرنا تکلف ہے۔[210]

بعض عارفین نے فرمایا: ابدال لوگوں سے منقطع ہو کر زمین کی مختلف اطراف میں چلے گئے ہیں۔ اور وہ عام لوگوں کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اس لیے کہ ان میں موجودہ وقت کے علماء کو دیکھنے کی طاقت نہیں۔ اس لیے کہ یہ علماء اسرار الٰہیہ سے ناواقف ہونے کے باوجود خود کو عالم سمجھتے ہیں اور جاہل لوگ بھی ان کو علماء ہی سمجھتے ہیں۔[211]

کتاب "احیاء العلوم" میں ہے کہ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں، علم حجاب ہے، علم سے ان کی مراد وہ عقائد ہیں جن پر بہت سے لوگ سنی سنائی باتوں کی پیروی کرتے ہیں یا ان مناظرانہ کلمات کی وجہ سے قائم ہیں جو مذہب کے متعصب لوگوں نے لکھ کر انہیں دے دیے ہیں۔ علم حقیقی تو نور بصیرت کے ذریعے حاصل ہونے والے کشف ومشاہدہ کا نام ہے، تو حجاب کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہی تو مطلوب ومقصود کی انتہاء ہے۔[212]

میں علی بن سلطان القاری عرض کرتا ہوں: کہا جاتا ہے کہ علم نورانی حجاب ہے اور جہالت تاریک حجاب ہے۔

جان لیجیے! نافرمان عام لوگ دن کے راستے پر جانے والے جاہل لوگوں سے بہتر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محقق علماء ہیں۔ اس لیے کہ عام آدمی اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرلیتا ہے اور توبہ کرتا اور اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ اور یہ جاہل کہ جسے گمان ہے کہ وہ عالم ہے، وہ ایسے علوم میں مصروف ہوتا ہے جن کا مقصود دین کے راستے میں جانے سے دنیاوی

=

209 رواه ابن ابي حاتم في (تفسيره:17451)، وهو في (الحلية:9/ 269)، و (تاريخ بغداد:5/ 368)، و (الاحياء:1/ 81)

210 انظر: (قوت القلوب:1/ 296)، و (الاحياء:1/ 81)

211 انظر: (الاحياء:1/ 82)

212 انظر: (الاحياء:1/ 284)

وسائل کا حصول ہوتا ہے۔ پس نہ وہ توبہ کرتا ہے اور نہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ بلکہ وہ اسی پر قائم رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجاتی ہے۔

پس ہم اللہ تعالی سے عافیت طلب کرتے ہیں اور حسن خاتمہ طلب کرتے ہیں۔

جان لیجیے! عقل، علم کا منبع، مطلع، بنیاد اور معیار ہے۔ علم درخت سے پھل، سورج سے روشنی اور آنکھ سے بصارت کی مثل جاری ہوتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے "اے لوگو: اپنے رب کے احکامات کی سمجھ حاصل کرو۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کی تلقین کرو۔ اور جان لو ان احکامات کو کہ جن کے کرنے کا حکم دیا گیا اور جن سے منع کیا گیا ہے۔ جان لو کہ عقل کے سبب ہی تمہارے رب کے نزدیک تمہاری بزرگی ہے۔ اور جان لو کہ عاقل وہ ہے جس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اگرچہ دیکھنے میں اچھا نہ ہو کمتر ہو اس کی کوئی قدر و منزلت نہ ہو اور پراگندہ حال ہو۔

اور جاہل وہ ہے جس نے اللہ تب العزت کی نافرمانی کی، اگرچہ وہ دکھنے میں بہت خوبصورت، بڑی شان والا، بڑی قدر و منزلت والا، اچھی حالت والا ہو اور فصیح گفتار ہو۔ اللہ کے نزدیک بندر اور خنزیر زیادہ عقل مند ہیں اس شخص سے جو کہ جاہل ہے۔ دھوکہ نہ کھانا اس بات سے کہ دنیادار اس کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ تو خود خسارہ پانے والے ہیں"۔ اس حدیث مبارکہ کو ضعیف راویوں میں سے ایک راوی داود بن محبر نے کتاب العقل میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور مسند حارث بن ابی اسامہ میں داود سے روایت ہے۔[213]

ایک حدیث مبارکہ میں یوں وارد ہوا ہے: "جب اللہ تعالی نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا، آگے آ تو آگے آگئی۔ پھر فرمایا، پیچھے جا تو وہ پیچھے چلے گئی۔ پھر اللہ کریم نے فرمایا، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ معزز ہو۔ تیری وجہ سے ہی میں پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے عطا کروں گا۔ تیری

213 هو (مسند الحارث:8025، زوائد) و من طريقه الخطيب في (تاريخه:16/ 126). و انظر: (تخريج احاديث الاحياء:1/ 99)

وجہ سے ہی عذاب دوں گا اور تیری ہی وجہ سے ثواب دوں گا۔ اس حدیث مبارکہ کو عبد اللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "زوائد الزہد" میں اچھی سند کے ساتھ مرفوع مرسل روایت کیا۔ ابن تیمیہ اور زرکشی نے یہ گمان کیا کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث مبارکہ جھوٹی، موضوع، مردود اور مدفوع ہے۔[214]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کی تعریف کی یہاں تک کہ اس میں مبالغہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی عقل کیسی ہے؟؟؟؟؟ تو لوگوں نہ کہا ہم آپ ﷺ کو اس کی عبادت میں کوشش اور مختلف نیکیوں کے بارے میں بتا رہے ہیں اور آپ ﷺ اس کی عقل کے بارے میں استفسار فرما رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے وقوف اپنی بے وقوفی کے سبب بدکار سے زیادہ برائی کر لیتا ہے اور روز محشر اللہ تعالی کے حضور لوگ اپنی عقل کے مطابق بلند درجات پر فائز ہوں گے۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور ترمذی حکیم صاحب "النوادر الاصول" نے مختصراً روایت کیا۔[215]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "بندہ عقل کی فضیلت کی مثل نہیں، کماتا، عقل صاحب عقل کو ہدایت دیتی ہے اور ہلاکت سے بچاتی ہے۔ جب تک کہ عقل کامل نہ ہو آدمی کا دین پر استقامت اور اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العقل میں حارث بن ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔[216]

---

214 قاله السخاوی فی (المقاصد الحسنة:198). و اخرجه عبدالله بن احمد فی (زوائد الزهد:1868) عن الحسن يرفعه، مرسلا. و انظر (الفتاوی الكبری لابن تيمية:3/ 508)، و (التذكرة للزركشی:189)

215 انظر: (تخريج احاديث الاحياء:1/ 99). واخرجه الحارث بن ابی اسامة فی (مسنده:814، زوائد). وهو فی (نوادر الاصول:2/ 357). وقد ضعفه العراقی

216 انظر: (تخريج احاديث الاحياء:1/ 99)، و اخرجه الحارث فی (مسنده:812،زوائد). و داود بن المحبر متروك، و اورده ابن عراق فی (تنزيه الشريعة:1/ 213)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک انسان اپنے حسن خلق کی وجہ سے روزہ دار اور قیام کرنے والے کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اور کسی بھی آدمی کے اچھے اخلاق اس وقت تک مکمل نہیں ہوتے جب تک اس کی عقل کامل نہ ہو اور جب اس کی عقل کامل ہو جاتی ہے تو اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے رب باری تعالی کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے دشمن شیطان کی نافرمانی کرتا ہے"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن مجبر رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے ابا جان اور انہوں نے اپنے ابا جان (عمرو کے دادا) سے اسکو روایت کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو مختصرًا حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور صحیح قرار دیا۔[217]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور مسلمان کا ستون اسکی عقل ہے۔ پس اسکی عقل کے مطابق ہی اس کی عبادت ہوتی ہے۔ کیا تم لوگوں نے نافرمان لوگوں کا قول جو قرآن شریف میں ہے وہ نہیں سنا؟؟؟؟؟

"وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ" (الملک: 10)

اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔

اس حدیث مبارکہ کو ابن مجبر رحمۃ اللہ علیہ اور حارث بن ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[218]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپس تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرماتے سنا، فلاں فلاں سے زیادہ

---

217 قاله العراقي في (تخريج احاديث الاحياء:1/ 99). واخرجه الحارث بن ابي اسامة، كما في (اتحاف الخيرة المهرة برواية الثمانية:6/ 21) عن داود ابن المحبر، عن مقاتل بن سليمان، عن عمرو بن شعيب، بهذا السناد. وداود بن المحبر متروك. وقد اورده ابن عراق هذا الخبر في الاحاديث الموضوعة (تنزيه الشريعة:1/ 214). و اصل الحديث رواه (ابو داود:4797)، و (احمد:24355)، و (الحاكم:1/ 128) وصححه. ولم يخرجه الترمذي، انظر: (تحفة الاشراف:12/ 329)

218 رواه الحارث بن ابي اسامة في (مسنده:740، زوائد)، وداود بن المحبر متروك، واورده ابن عراق في (تنزيه الشريعة:1/ 215)

بہادر ہے اور فلاں زیادہ تجربہ کار ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس بات کا علم نہیں۔ تو لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ پھر کیسا ہے؟؟؟؟؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے ان کے لیے جو عقل مقدر فرمائی انہوں نے اس کے مطابق جہاد کیا۔ ان کی مدد و نصرت اور ان کی نیت ان کی عقلوں کے مطابق تھی۔ ان میں سے بعض کو مختلف مرتبے حاصل ہوئے۔ اور جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کو ان کی نیتوں اور عقلوں کے مطابق مرتبوں سے نوازا جائے گا"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[219]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درشتوں نے عقل کے مطابق اللہ عزوجل کی اطاعت میں جدوجہد کی اور بنو آدم میں مومنوں نے اپنی عقلوں کے مطابق کوشش کی۔ تو ان میں اللہ عزوجل کا زیادہ مطیع و فرمانبردار وہ ہو گا جو ان سے میں زیادہ عقل والا ہو گا"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور حارث بن ابو اسامہ نے اپنی کتاب "مسند الحارث" میں ذکر کیا۔[220] امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "معجم الصحابہ" میں حضرت ابو عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حضرت ابو عازب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہیں۔ اور یہ وہ سند ہے کہ جس کے ساتھ ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی۔[221]

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنھا وعنہ فرماتی ہیں، "میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ، دنیا میں لوگ کس شے کی وجہ سے ایک دوسرے سے فضیلت پاتے ہیں؟؟؟؟؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عقل کی وجہ سے۔ میں نے عرض کی: اور

---

219 رواه الحارث بن ابی اسامة فی (مسنده:815). وهو معلول کسابقه

220 رواه الحارث بن ابی اسامة فی (مسنده:819). وهو معلول وعلته کسابقه. و انظر: • تنزيه الشريعة:1/ 218)

221 اورده ابن حجر فی (الاصابة:7/ 206) فی ترجمة (ابو عازب)، و قال: اخرجه البغوی من طریق میسرة بن عبد ربه، احد المتروکین، عن حنظلة بن وداعة، عن ابیه، عن ابی عاذب

آخرت میں؟؟؟؟؟رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، عقل کی وجہ سے۔ میں نے عرض کی: کیا ان کو ان کے اعمال کا بدلہ نہیں دیا جائے گا؟؟؟؟؟رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا وہ عقل کے مطابق ہی عمل نہیں کرتے جو انہیں عطا کی گئی۔ پس جس قدر ان کو عقل عطا کی گئی ہے وہ اسی کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں اور ان عملوں کے مطابق ہی ان کو بدلہ دیا جائے گا۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن مجبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اسی کی مثل صاحب نوادر الاصول ترمذی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔[222]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے عقل کے اعتبار سے سب سے کامل وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرتا اور امر ونواہی کو سب سے زیادہ جانتا ہو اگرچہ نوافل میں تم سب سے کمتر ہو۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن مجبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[223]

جان لیجیے! عقل ایک ایسا وصف ہے جس کے ذریعے انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے اس میں علوم نظریہ قبول کرنے اور چھپی ہوئی فکری صنعتوں کی تدبیر کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اور یوں ہو کہ یہ قوت اس حد تک پہنچ جائے کہ معاملات کے انجام کی پہچان حاصل ہو جائے۔ اور لذت کی طرف بلانے والی شہوات کی نیست ونابود کردے، یہی منزل مقصود اور بلند درجہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ فرمایا:

رأیت العقل عقلین فمطبوع و مسموع
ولاینفع مسموع اذا لم یك مطبوع
کما لا تنفع الشمس وضوٴ العین ممنوع[224]

222 رواه الحارث فی (مسنده:823، زوائد). وهو فی (نوادر الاصول:2/ 356). و هو خبر معلول علته داود بن المحبر، وهو متروك، و اورده الخبر: ابن عراق فی (تنزیه الشریعة:1/ 219)

223 رواه (الحارث:820). و علته کسابقه

224 انظر: (الاحیاء:1/ 86)

میں نے عقل کو دو صورتوں میں دیکھا، ایک فطری اور دوسری سنی ہوئی۔ اور سنی ہوئی اس وقت تک فائدہ ں ہیں دیتی جب تک فطری عقل موجود نہ ہو۔ جیسے سورج کی روشنی اس وقت تک فائدہ نہیں دیتی جب تک آنکھوں کی روشنی نہ ہو۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے کوئی بھی مخلوق عقل سے زیادہ عزت والی پیدا نہیں کی"۔ اس حدیث مبارکہ کو ترمذی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "النوادر الاصول" میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کے ساتھ ذکر کیا۔ (225)

اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحلیہ" میں حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث روایت کی۔ فرمایا: "جب لوگ طرح طرح کی نیکیوں کا اکتساب کرتے ہیں تو تم مختلف عقلوں کا اکتساب کرو۔ یوں تم ان لوگوں سے اللہ تعالی کے قرب میں سبقت لے جاؤ گے"۔ اس حدیث مبارکہ کی سند ضعیف ہے۔ (226)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جب تمہاری عقل میں اضافہ ہو جائے تو تمہارا تمہارے رب سے قرب زیادہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟؟؟؟؟ ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کے حرام کردہ کاموں سے اجتناب اور فرائض کو پابندی سے ادا کرتے رہو، عقل مند ہو جاؤ گے۔ اچھے اعمال اختیار کرو دنیا میں تمہیں بلند رتبہ ملے گا اور عزت میں اضافہ ہو گا۔ جبکہ آخرت میں اللہ عزوجل کا قرب نصیب ہو گا اور عزت ملے گی"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ اور انہی کے واسطہ سے حارث بن ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور ترمذی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ (227)

---

225 قاله العراق فی (تخریج الاحیاء:1/ 102)

226 قاله العراق فی (تخریج الاحیاء:1/ 102). و هو فی (مسند الفردوس:5/ 325). و اورده فی (تنزیه الشریعة:1/ 242)

227 رواه (الحارث:2791). و هو فی (نوادر الاصول:2/ 358). و فی اسناده داود بن المحبر، و هو متروك، و فيه موسى بن جابان، وهو مجهول، و ميسرة وضاع. واورده ابن عراق فی تنزيه الشريعة:1/ 217)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟؟؟؟؟ تو جان دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عقل مند ہے۔ عرض کی، سب سے زیادہ فضیلت والا کون ہے؟؟؟؟؟ ارشاد فرمایا: جو عقلمند ہے۔ عرض کی، کیا عقل مند وہ ہے کہ جس کی باطنی صفات مکمل ہوں، فصاحت ظاہر ہو، ہاتھ سخی ہو اور مقام عظیم کا مالک ہو؟؟؟؟؟ ارشاد فرمایا: یہ جو کچھ ہیں جیتی دنیا کے اسباب ہیں اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ بیشک عقلمند وہ ہے جو متقی ہے اگرچہ دنیا میں بظاہر ذلیل و رسوا ہو"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔(228)

اور ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے، "بیشک عقل مند وہ ہے جو اللہ عزوجل پر ایمان لایا، اس کے رسولوں سلام اللہ علیہم کی تصدیق کی اور اس کی فرمانبرداری کی"۔ اس حدیث مبارکہ کو ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس میں طویل قصہ ہے۔(229)

عقل میں تفاوت فطری ہوتا ہے لہذا کسی بھی طرح اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ وہ ایک نور کی مثل ہے جو نفس پر چمکتا ہے اور اس کی صبح طلوع ہوتی ہے۔ اس کے چمکنے کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب وہ تمیز کرنے کی عمر کو پہنچ جاتا ہے پھر وہ مسلسل پرورش پاتا ہے۔ اس کی نشو نما میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور وہ خفیہ طور پر تدریجاً بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ چالیس سال کی عمر کے قریب کامل ہو جاتا ہے۔ یہ صبح کی روشنی کی مانند ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ شروع میں اس قدر مخفی ہوتی ہے کہ اس کا ادراک مشکل ہوتا ہے۔ پھر تدریجاً بڑھتی ہے یہاں تک کہ سورج کی ٹکیہ کے طلوع ہونے کے ساتھ مکمل ہو جاتی ہے۔ نور بصیرت میں

---

228 رواہ (الحارث:833). وفی اسنادہ میسرۃ، وھو وضّاع، و داود بن المحبر متروک

229 رواہ (الحارث:845). و فی اسنادہ داود بن المحبر، وھو متروک. و اوردہ ابن عراق فی (تنزیہ الشریعۃ:1/ 216)

فرق آنکھوں کی روشنی میں فرق کی طرح ہے۔ کمزور بینائی اور تیز بینائی والے کے درمیان فرق محسوس ہوتا ہے۔ اور اللہ عزوجل نے مخلوق کو تدریجاً پیدا کرنے کا طریقہ جاری فرمایا ہے۔ حتی کہ شہوانی قوت بچے کے بالغ ہوتے ہی اس میں اچانک ظاہر نہیں ہوتی بلکہ آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام قوتیں اور صفات تدریجاً ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جو شخص اس قوت میں لوگوں کے درمیان تفاوت کا انکار کرتا ہے گویا وہ عقلی قوت سے خالی ہے۔
اور جس نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عقل مبارکہ کسی دیہاتی اور جنگلوں مین رہنے والے گنواروں کی عقل کی طرح ہے تو وہ تو کسی دیہاتی سے بھی زیادہ گھٹیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو علوم کے سمجھنے میں لوگوں کے مختلف درجات نہ ہوتے۔ اور کند ذہن، ذہین اور کامل میں ان کی تقسیم نہ ہوتی۔
کند ذہن وہ ہوتا ہے جو سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتا حتی کی اساتذہ کو اس پر بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور ذہین تو وہ ادنٰی اشارے سے ہی سمجھ جاتا ہے۔ اور کامل وہ ہوتا ہے کہ تعلیم دیے بغیر بھی اس سے حقائق امور کا ظہور ہو جاتا ہے۔

"یَكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ" (النور: 35)

قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔

اور یہ انبیاء کرام علیھم السلام کی مثل ہے کیونکہ سیکھنے اور سننے کے بغیر بھی ان کے باطن میں نہایت باریک اور پوشیدہ امور روشن ہو جاتے ہیں۔ اور اسے الہام کہا جاتا ہے۔
اسی کی مثل نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جبرائیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جس سے محبت کرنا چاہتے ہیں کریں بیشک آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں اور جب تک چاہتے ہیں زندہ رہیں بالآخر آپ ﷺ انتقال فرمانے والے ہیں۔ اور جو چاہیں عمل کریں آپ ﷺ کو اسی کا بدلہ دیا جائے گا"۔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے "الالقاب" میں حضرت سہل بن سعد سے یہ روایت نقل کی۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے

"الاصغر" اور "الاوسط" میں لیکن دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اور نقلی دلائل کے اعتبار سے عقل کے مختلف ہونے پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔(230)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، حدیث مبارکہ طویل ہے، اس کے آخر میں عرش کی عظمت کا ذکر ہے۔

فرشتوں نے بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی: اے ہمارے رب! کیا تو نے عرش سے بڑی بھی کوئی چیز پیدا کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ عقل ہے۔ انہوں نے عرض کی: اس کی قدر و منزلت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: رہنے دو، اس علم کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیا تمہیں ریت کے ذرات کی تعداد معلوم ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: بیشک میں نے ریت کے ذرات کی مثل عقل کو مختلف قسموں میں پیدا کیا۔ بعض لوگوں کو ایک ذرہ دیا گیا۔ بعض کو دو حصے دیے گئے، بعض کو تین حصے دیے گئے، بعض کو چار دیے گئے، بعض کو ایک فرق (ایک پیمانہ جس میں آٹھ سیر غلہ آتا ہے۔)، بعض کو وسق (۶۰ صاع غلہ) اور بعض کو اس سے بھی زیادہ دیا گیا۔

ابن محبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکمل روایت کیا۔ اور ترمذی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب "النوادر الاصول" میں اس روایت کو مختصر ذکر کیا۔(231)

ع قلاء میں سے ہر عاقل اپنی عقل کو کسی نہ کسی شے میں صرف کرتا ہے اور اس فن میں عالم بن جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے اس فن میں جاہل ہوتے ہیں۔

پس جب تم ارادہ رکھو کہ عقل اور علم میں فرق کرو۔ تو جان لو کہ ایک بادشاہ نے اپنا بیٹا ایک علم رمل (علم کی ایک قسم) کے ماہر کے سپرد کیا۔ تاکہ وہ اسے اندازے کے مطابق رمل کا علم سکھائے۔ پس اس رمل کے علم کے ماہر نے اس لڑکے کو سکھانے کے لیے

---

230 قالہ العراقی فی (تخریج احادیث الاحیاء:1/ 104)۔ و رواہ الطبرانی فی (الاوسط:4278)، و ابو نعیم فی (الحلیۃ:3/ 253)، و (الحاکم:4/ 360) و صححہ

231 قالہ العراقی فی (تخریج احادیث الاحیاء:1/ 105)۔ و ھو فی نوادر الاصول:2/ 358) بلا اسناد

مدت تک کوشش کی تاکہ وہ اس کو حد کمال تک پہنچا سکے۔ پس وہ رمل کا ماہر اس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لے کر آیا اور کہا: جس قدر مجھے علم تھا میں نے اس کو تمام کا تمام سکھا دیا۔ لیکن میرے پاس اس کی کم عقلی اور عدم ذہانت کا کوئی علاج نہیں۔ تو بادشاہ نے کہا: وہ کیسے؟ تو رمل کے ماہر نے کہا، بادشاہ سلامت اپنے ہاتھ میں کوئی چیز چھپائیں تو اور تجربہ کر لیں۔ پس بادشاہ نے اپنی انگوٹھی اپنے ہاتھ میں چھپائی اور اپنے بیٹے سے کہا جو علم تم نے سیکھا اس کے ذریعے اس چیز کو جانے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ تو بیٹے نے کہا یہ کوئی معدنی چیز ہے اور دوسری مرتبہ کہا یہ کوئی گول چیز ہے اور تیسری مرتبہ کیا کہ ایسے چیز ہے کہ جس میں سوراخ ہے تو بادشاہ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ تو اس نے کہا: چکی۔ پس اگر اس کو عقل ہوتی تو وہ جان لیتا کہ چکی کا وجود مٹھی میں کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ" (العنکبوت: 43)

اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

اور اسی کی ایک مثال یہ ہے: ایک دن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کی تعریف بیان فرمائی کہ روزہ طلوع صبح سے لے کر غروب ہونے تک (کھانے پینے، جماع اور دیگر ممنوعات) سے رکنے کا نام ہے۔ تو ایک شخص نے کہا: اگر سورج غروب ہی نہ ہو تو روزہ کی انتہاء کیا ہو گی؟

اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے: "اے ابن آدم، اپنے رب کی اطاعت کر۔ عقلمند کہلائے گا۔ اور اس کی نافرمانی نہ کر وگرنہ جاہل کہلائے گا"۔

اس حدیث مبارکہ کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحلیہ" میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔[232]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ" (الانعام: 37)

232 رواہ ابو نعیم فی (الحلیۃ: 6/ 345)

اور لیکن ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ: عقل کو عقل اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے اصحاب کو سمجھ بوجھ دیتی ہے۔ اور ان کو اس چیز سے روکتی ہے جو اس شخص کے لائق نہیں۔ جیسا کہ "نہی" کو نہی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ فحش اور ناپسندیدہ چیزوں اور ان کی مثل سے روکتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ: عقل، بغیر نقلی علوم کے فائدہ نہیں دیتی اور نقلی علوم، عقل کے بغیر فائدہ نہیں دیتے۔

یہی تحقیق کا نچوڑ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہے مجھے توفیق دینے والا ہے۔

اور میرے لیے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ عزوجل ہی عطا فرماتا ہے جو بلند اور عظیم ہے۔

اللہ کریم کی رحمت اور سلام ہو ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل واصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر۔

ماخذومراجع

1. طبقات الأولياء، ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (ت ٨٠٤هـ)، ت: نور الدين شريبه من علماء الأزهر، مكتبة الخانجي، بالقاهرة، ط: الثانية، ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م
2. مسند الإمام أحمد بن حنبل، الإمام أحمد بن حنبل (١٦٤ - ٢٤١ هـ)، شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، ، ط: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م
3. تاريخ أصبهان = أخبار أصبهان، أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية - بيروت، ط: الأولى، ١٤١٠ هـ-١٩٩٠م
4. المستدرك على الصحيحين، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري، مع تضمينات: الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم، دراسة و ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، ط: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠
5. شعب الإيمان، المؤلف: أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤ - ٤٥٨ هـ)، المحقق: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان، ط: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م
6. حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، ابو نعيم احمد بن عبدالله بن احمد بن اسحاق بن موسى بن مهران الاصبهانى (ت ٤٣٠ هـ) ، دار الكتاب العربي، بيروت۔
7. تاريخ بغداد، للخطيب البغدادي, أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ), دار الكتب العلمية - بيروت
8. الموضوعات، جمال الدين عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، تحقيق: عبد الرحمن محمد عثمان، محمد عبد المحسن صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، الطبعة: الأولى
9. الرسالة القشيرية، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (ت ٤٦٥هـ)، ت: الإمام الدكتور عبد الحليم محمود، الدكتور محمود بن الشريف، دار المعارف، القاهرة
10. معالم التنزيل (المعروف بتفسير البغوى) محيى السنة الحسين بن مسعود البغوى، ح: محمد عبدالله النمر، و آخرين، دار الطيبة للنشر و التوزيع، الرياض، ط٤، ١٤١٧هـ۔
11. لطائف الإشارات = تفسير القشيري، عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (ت ٤٦٥هـ)، المحقق: إبراهيم البسيوني، الهيئة المصرية العامة للكتاب - مصر، الطبعة: الثالثة
12. تخريج أحاديث الاحياء، ابو الفضل العراقي(ت ٨٠٦هـ)، المحقق، اشرف عبد المقصود، مكتبة طبرية، الرياض، طبعة الأولى، ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء
13. المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الاحاديث المشتهرة على الالسنة، شمس الدين ابو الخير محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد السخاوى(ت ٩٠٢هـ)،

المحقق، محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٥هـ-١٩٧٥ء

14. الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى، علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، المحقق: محمد الصباغ، دار الأمانة / مؤسسة الرسالة – بيروت
15. الضعفاء الكبير، أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي (ت ٣٢٢هـ)، المحقق: عبد المعطي أمين قلعجي، دار المكتبة العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤هـ - ١٩٨٤م
16. جامع بيان العلم وفضله، أبو عمر يوسف بن عبد البر (ت ٤٦٣ هـ)، المحقق: أبو الأشبال الزهيري، دار ابن الجوزي - السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٤ م
17. كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (ت ٩٧٥هـ)، المحقق: بكري حياني - صفوة السقا، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، ١٤٠١هـ/١٩٨١م
18. كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي (ت ١١٦٢هـ)، مكتبة القدسي، لصاحبها حسام الدين القدسي - القاهرة، عام النشر: ١٣٥١ هـ
19. الفردوس بمأثور الخطاب، شيرويه بن شهردار بن شيرو يه بن فناخسرو، أبو شجاع الديلميّ الهمذاني (ت ٥٠٩هـ)، المحقق: السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦م
20. السنن الكبرى، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (ت ٣٠٣ هـ)، المحقق: د.عبدالغفار سليمان البنداري، سيد كسروى حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١١هـ
21. الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (ت ٧٣٩ هـ)، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م
22. الكامل في ضعفاء الرجال،أبو أحمد بن عدي الجرجاني (ت ٣٦٥ هـ) ، تحقيق: يحيى مختار الغزاوى، دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ هـ ١٩٨٨ م
23. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧هـ)، المحقق: حسام الدين القدسي، مكتبة القدسي، القاهرة، ١٤١٤ هـ، ١٩٩٤ م
24. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (ت ١٠١٤هـ)، تحقيق: جال عيتاني، دار العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

25. فيض القدير شرح الجامع الصغير، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (ت ١٠٣١هـ)، المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة: الأولى، ١٣٥٦

26. الأمثال، أبو عُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله الهروي البغدادي (ت ٢٢٤هـ)، المحقق: الدكتور عبد المجيد قطامش، دار المأمون للتراث، الطبعة: الأولى، ١٤٠٠ هـ - ١٩٨٠ م

27. فضائل القرآن، أَبُو العَبَّاسِ جَعْفَرُ بنُ مُحَمَّدِ بنُ المُعْتَزِّ بنِ مُحَمَّدِ بنِ المُسْتَغْفِرِ بنِ الفَتْحِ بنِ إِدْرِيسَ المُسْتَغْفِرِيُّ، النَّسَفِيُّ (ت ٤٣٢هـ)، المحقق: أحمد بن فارس السلوم، دار ابن حزم، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٨ م

28. السنن الصغير للبيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (ت ٤٥٨هـ)، المحقق: عبد المعطي أمين قلعجي، جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي . باكستان، الطبعة: الأولى، ١٤١٠هـ - ١٩٨٩م

29. الترغيب والترهيب، إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي القرشي الطليحي التيمي الأصبهاني، أبو القاسم، الملقب بقوام السنة (ت ٥٣٥هـ)، المحقق: أيمن بن صالح بن شعبان، دار الحديث - القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م

30. المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (ت ٣٥٤ هـ)، المحقق: محمود إبراهيم زايد، دار الوعي - حلب، الطبعة: الأولى، ١٣٩٦ هـ

31. المعجم الأوسط، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠ - ٣٦٠ هـ)، المحقق: أبو معاذ طارق بن عوض الله بن محمد - أبو الفضل عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، دار الحرمين - القاهرة، عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥ م

32. العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، المحقق: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية، فيصل آباد، باكستان، الطبعة: الثانية، ١٤٠١هـ/١٩٨١م

33. إحياء علوم الدين، أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (ت ٥٠٥هـ)، دار المعرفة – بيروت

34. سنن ابن ماجه، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (ت ٢٧٣ هـ)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

35. مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (ت ٨٤٠هـ)، المحقق: محمد المنتقى الكشناوي، دار العربية - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ هـ

36. مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (ت ٢٩٢ هـ)، المحقق: محفوظ الرحمن زين الله (جـ ١ - ٩)، عادل بن سعد (جـ ١٠ - ١٧)، صبري عبد الخالق الشافعي (جـ ١٨)، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨ م، وانتهت ٢٠٠٩ م)
37. مسند الشاميين، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (ت ٣٦٠هـ)، المحقق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ - ١٩٨٤
38. فتح القدير على الهداية، الإمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ثم السكندري، المعروف بابن الهمام الحنفي (المتوفى سنة ٨٦١ هـ)، دار الفكر، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٣٨٩ هـ = ١٩٧٠ م
39. التدوين في أخبار قزوين، عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، أبو القاسم الرافعي القزويني (ت ٦٢٣هـ)، المحقق: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية، الطبعة: ١٤٠٨هـ-١٩٨٧م
40. تاريخ مدينة دمشق، وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها، أبو القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي المعروف بابن عساكر (٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ)، دراسة وتحقيق: محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: ١٤١٥ هـ - ١٩٩٥ م
41. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني [ت ١٤٢٠ هـ]، مكتبة المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى للطبعة الجديدة (١٤١٢ هـ = ١٩٩٢ م)
42. المعجم الكبير، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (ت ٣٦٠هـ)، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية
43. صفة النفاق وذم المنافقين، أبو بكر جعفر بن محمد بن الحسن بن المُستَفاض الفِريابي (ت ٣٠١هـ)، شرحه وحققه وعلق عليه: أبو عبد الرحمن المصري الأثري، دار الصحابة للتراث، مصر، الطبعة: الأولى، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م
44. كشف الأستار عن زوائد البزار، نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧هـ)، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩ هـ - ١٩٧٩ م
45. تذكرة الموضوعات، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي (ت ٩٨٦هـ)، إدارة الطباعة المنيرية، الطبعة: الأولى، ١٣٤٣ هـ
46. الدر المنثور في التفسير بالمأثور، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)، المحقق: نجت نجيب، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ
47. الكفاية في علم الرواية، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، صححه: أبو عبدالله السورقي،

قابله: إبراهيم حمدي المدني، جمعية دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد، الدكن، الطبعة: الأولى، ١٣٥٧ هـ (صَوّرتْها المكتبة العلمية - المدينة المنورة، وغيرها)

48. اللآلىء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)، المحقق: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٦م

49. مسند أبي يعلى، أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (ت ٣٠٧ هـ)، المحقق: حسين سليم أسد [ت ١٤٤٣ هـ]،دار المأمون للتراث - دمشق، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤ - ١٩٨٤

50. إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، أبو العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (ت ٨٤٠هـ)، تقديم: فضيلة الشيخ الدكتور أحمد معبد عبد الكريم، المحقق: دار المشكاة للبحث العلمي بإشراف أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م

51. سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢ - ٢٧٥ هـ)، المحقق: عزت عبيد الدعاس، نشر محمد على السيد، حمص، ١٣٨٩هـ

52. سنن الترمذي، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ ٣)، وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ ٤، ٥)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م

53. بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي الحميري الفاسي، أبو الحسن ابن القطان (المتوفى : ٦٢٨هـ)، المحقق : د. الحسين آيت سعيد، دار طيبة - الرياض، الطبعة : الأولى ، ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

54. علل الترمذي الكبير، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، رتبه على كتب الجامع: أبو طالب القاضي، المحقق: صبحي السامرائي , أبو المعاطي النوري , محمود خليل الصعيدي، عالم الكتب , مكتبة النهضة العربية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٩

55. صحيح مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١ هـ)، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، (ثم صورته دار إحياء التراث العربي ببيروت، وغيرها)، عام النشر: ١٣٧٤ هـ - ١٩٥٥ م

56. الدعاء للطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (ت ٣٦٠ هـ)، المحقق: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ

57. المدخل إلى السنن الكبرى، أبو بكر البيهقي (ت ٤٥٨ هـ)، المحقق: د محمد ضياء الرحمن الأعظمي، دار الخلفاء للكتاب الإسلامي – الكويت
58. العلل الواردة في الأحاديث النبوية، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (ت ٣٨٥هـ)، المجلدات من الأول، إلى الحادي عشر، تحقيق وتخريج: محفوظ الرحمن زين الله السلفي.، دار طيبة - الرياض.، الطبعة: الأولى ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥ م، والمجلدات من الثاني عشر، إلى الخامس عشر، علق عليه: محمد بن صالح بن محمد الدباسي، دار ابن الجوزي - الدمام، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ
59. أخلاق العلماء، أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (ت ٣٦٠هـ)، قام بمراجعة أصوله وتصحيحه والتعليق عليه: فضيلة الشيخ إسماعيل بن محمد الأنصاري، رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد – السعودية
60. مسند الشهاب، أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون القضاعي المصري (ت ٤٥٤هـ)، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٧ – ١٩٨٦
61. شرح السنة، محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (ت ٥١٦هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط-محمد زهير الشاويش، المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م
62. الطبقات الكبرى، محمد بن سعد بن منيع الهاشمي البصري المعروف بابن سعد، دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م
63. أمالي ابن الشجري، ضياء الدين أبو السعادات هبة الله بن علي بن حمزة، المعروف بابن الشجري (ت ٥٤٢هـ)، المحقق: الدكتور محمود محمد الطناحي، مكتبة الخانجي، القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ هـ - ١٩٩١ م
64. الطيوريات، انتخاب: صدر الدين، أبي طاهر السِّلَفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سِلَفَه الأصبهاني، من أصول: أبي الحسين المبارك بن عبد الجبار الطيوري بن عبد الله الصيرفي الحنبلي، دراسة وتحقيق: دسمان يحيى معالي، عباس صخر الحسن، مكتبة أضواء السلف، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م
65. من الفوائد الغرائب الحسان، محمد بن عبد الله بن محمد بن صالح، أبو بكر التميمي الأبهري المالكي (ت ٣٧٥هـ)، تحقيق: حسام محمد بوقريص، دار إيلاف الدولية - الكويت، الطبعة: الأولى ١٩٩٩ م
66. الفقيه و المتفقه، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢ - ٤٦٣ هـ)، المحقق: أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغرازي، دار ابن الجوزي - السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢١ هـ

67. تهذيب الكمال في أسماء الرجال، جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي (٦٥٤ - ٧٤٢ هـ)، حققه وضبط نصه وعلق عليه: د بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، (١٤٠٠ - ١٤١٣ هـ) (١٩٨٠ - ١٩٩٢ م)

68. أخبار الشيوخ وأخلاقهم، أحمد بن محمد بن الحجاج، أبو بكر المَرُّوذِيُّ (ت ٢٧٥هـ)، حققه وقدم له وخرج نصوصه: عامر حسن صبري، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م

69. طبقات الصوفية، محمد بن الحسين بن محمد بن موسى بن خالد بن سالم النيسابوري، أبو عبد الرحمن السلمي (ت ٤١٢هـ)، المحقق: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ ١٩٩٨م

70. قوت القلوب في معاملة المحبوب ووصف طريق المريد إلى مقام التوحيد، محمد بن علي بن عطية الحارثي، أبو طالب المكي (ت ٣٨٦ هـ)، المحقق: د. عاصم إبراهيم الكيالي، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان، الطبعة: الثانية، ١٤٢٦ هـ -٢٠٠٥ م

71. المجالسة وجواهر العلم، أبو بكر أحمد بن مروان بن محمد الدينوري القاضي المالكي (ت ٣٣٣ هـ)، المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، جمعية التربية الإسلامية (البحرين - أم الحصم)، دار ابن حزم (بيروت - لبنان)، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م

72. بهجة المجالس وأنس المجالس، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (ت ٤٦٣هـ)، [الكتاب مرقم آليا غير موافق للمطبوع]

73. التبصرة لابن الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

74. ترتيب المدارك وتقريب المسالك، أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (ت ٥٤٤هـ)، المحقق: جزء ١: ابن تاويت الطنجي، ١٩٦٥ م، جزء ٢، ٣، ٤: عبد القادر الصحراوي، ١٩٦٦ - ١٩٧٠ م، جزء ٥: محمد بن شريفة، جزء ٦، ٧، ٨: سعيد أحمد أعراب ١٩٨١-١٩٨٣م، الناشر: مطبعة فضالة - المحمدية، المغرب، الطبعة: الأولى

75. الفرج بعد الشدة، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١هـ)، خرجه وعلق عليه: أبو حذيفة عبيد الله بن عالية، دار الريان للتراث، مصر، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م

76. الآحاد والمثاني، أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (ت ٢٨٧هـ)، المحقق: د. باسم فيصل أحمد الجوابرة، دار الراية - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩١

77. شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (ت ٤١٨هـ)، تحقيق: أحمد بن

سعد بن حمدان الغامدي، دار طيبة - السعودية، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٣م

78. القضاء والقدر، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي (٣٨٤ - ٤٥٨ هـ)، المحقق: محمد بن عبد الله آل عامر، مكتبة العبيكان - الرياض، السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م

79. معرفة الصحابة، أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ)، تحقيق: عادل بن يوسف العزازي، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م

80. معجم الصحابة، أبو الحسين عبد الباقي بن قانع بن مرزوق بن واثق الأموي بالولاء البغدادي (ت ٣٥١هـ)، المحقق: صلاح بن سالم المصراتي، مكتبة الغرباء الأثرية - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤١٨

81. الإصابة في تمييز الصحابة، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، دار الجيل- بيروت، الطبعة: الأولى - ١٤١٢ هـ

82. الجامع الصحيح، للإمام الحافظ أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (ت ٢٥٦ هـ)

83. المعجم لابن المقرئ، أبو بكر محمد بن إبراهيم بن علي بن عاصم بن زاذان الأصبهاني الخازن، المشهور بابن المقرئ (ت ٣٨١هـ)، تحقيق: أبي عبد الحمن عادل بن سعد، مكتبة الرشد، الرياض، شركة الرياض للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م

84. كفاية النبيه في شرح التنبيه، أحمد بن محمد بن علي الأنصاري، أبو العباس، نجم الدين، المعروف بابن الرفعة (ت ٧١٠هـ)، المحقق: مجدي محمد سرور باسلوم، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، م ٢٠٠٩

85. أُنس المسجون وراحة المحزون، صفيّ الدين، أبو الفتح عيسى بن البحتري الحلبي (ت بعد ٦٢٥ هـ)، المحقق: محمد أديب الجادر [ت ٢٣/ ١٢/ ١٤٤٤ هـ]، دار صادر، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٩٩٧ م

86. جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم، زين الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن شهاب الدين البغدادي ثم الدمشقي الشهير بابن رجب (٧٣٦ - ٧٩٥ هـ)، المحقق: شعيب الأرناؤوط - إبراهيم باجس، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: السابعة، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م

87. أمراض القلب وشفاؤها، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (ت ٧٢٨هـ)، المطبعة السلفية - القاهرة، الطبعة: الثانية، ١٣٩٩هـ

88. الرَّوضُ البَاسمُ في الذَّبِّ عَنْ سُنَّةِ أبِي القَاسِم - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (وعليه حواشٍ لجماعةٍ من العلماء منهم الأمير الصَّنعاني)، ابن الوزير، محمد بن إبراهيم بن علي بن المرتضى بن المفضل الحسني القاسمي، أبو عبد الله، عز الدين، من آل الوزير (ت ٨٤٠هـ)، تقديم: فضيلة الشيخ العلامة بكر بن

عبد الله أبو زيد، اعتنى به: علي بن محمد العمران، الناشر: دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع
89. أدب الدنيا والدين، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (ت ٤٥٠هـ)، دار مكتبة الحياة، الطبعة: بدون طبعة، تاريخ النشر: ١٩٨٦م
90. يتيمة الدهر في محاسن أهل العصر، عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (ت ٤٢٩ هـ)، المحقق: د. مفيد محمد قمبحة، دار الكتب العلمية - بيروت/لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٠٣ هـ ١٩٨٣ م
91. الحيوان، عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، أبو عثمان، الشهير بالجاحظ (ت ٢٥٥هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٢٤ هـ
92. عيون الأخبار، أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (ت ٢٧٦هـ)، دار الكتب العلمية -بيروت، تاريخ النشر: ١٤١٨ هـ
93. نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة، المحسن بن علي بن محمد بن أبي الفهم داود التنوخي البصري، أبو علي (ت ٣٨٤هـ)، عام النشر: ١٣٩١ هـ
94. الصداقة والصديق، أبو حيان التوحيدي، علي بن محمد بن العباس (ت نحو ٤٠٠هـ)، المحقق: الدكتور إبراهيم الكيلاني، دار الفكر المعاصر - بيروت - لبنان، دار الفكر - دمشق - سورية، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨ م
95. نثر الدر في المحاضرات، منصور بن الحسين الرازي، أبو سعد الآبى (ت ٤٢١هـ)، المحقق: خالد عبد الغني محفوط، دار الكتب العلمية - بيروت /لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٤م
96. العزلة، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي (ت ٣٨٨هـ)، المطبعة السلفية - القاهرة، الطبعة: الثانية، ١٣٩٩ هـ
97. كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي، علاء الدين، عبد العزيز بن أحمد البخاري (ت ٧٣٠ هـ)، وبهامشه: «أصول البزدوي» [وقد تم وضعها بأعلى الصفحات في هذه النسخة الإلكترونية]، شركة الصحافة العثمانية، إسطنبول، الطبعة: الأولى، مطبعة سنده ١٣٠٨ هـ - ١٨٩٠ م
98. إثارة الفوائد المجموعة في الإشارة إلى الفرائد المسموعة، صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: ٧٦١ هـ)، المحقق: مرزق بن هياس آل مرزوق الزهراني، مكتبة العلوم والحكم، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ – ٢٠٠٤
99. العقد الفريد، أبو عمر، شهاب الدين أحمد بن محمد بن عبد ربه ابن حبيب ابن حدير بن سالم المعروف بابن عبد ربه الأندلسي (ت ٣٢٨هـ)، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤ هـ
100. غريب الحديث، أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (ت ٢٧٦هـ)، المحقق: د. عبد الله الجبوري، مطبعة العاني - بغداد، الطبعة: الأولى، ١٣٩٧

101. الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، المحقق: د. محمود الطحان [ت ١٤٤٤ هـ]، الناشر: مكتبة المعارف – الرياض
102. التذكرة في الوعظ، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، المحقق: أحمد عبد الوهاب فتيح، دار المعرفة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٦
103. المدخل إلى الصحيح - القسم الأول، الحاكم أبو عبد الله، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه النيسابوري (ت ٤٠٥ هـ)، دراسة وتحقيق: د. ربيع هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٤
104. مسند الفاروق أمير المؤمنين أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله عنه وأقواله على أبواب العلم، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (ت ٧٧٤ هـ)، المحقق: إمام بن علي بن إمام، دار الفلاح، الفيوم - مصر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م
105. الرحلة في طلب الحديث، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ)، المحقق: نور الدين عتر، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٥
106. الكشف والبيان عن تفسير القرآن، أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي، أبو إسحاق (ت ٤٢٧هـ)، تحقيق: الإمام أبي محمد بن عاشور، مراجعة وتدقيق: الأستاذ نظير الساعدي، دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، هـ - ٢٠٠٢ م
107. الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما، ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (ت ٦٤٣ هـ)، دراسة وتحقيق: الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الثالثة، ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م
108. عيون الأنباء في طبقات الأطباء، أحمد بن القاسم بن خليفة بن يونس الخزرجي موفق الدين، أبو العباس ابن أبي أصيبعة (ت ٦٦٨هـ)، المحقق: الدكتور نزار رضا، دار مكتبة الحياة – بيروت
109. الإشراف على مذاهب العلماء، أبو بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري (ت ٣١٩هـ)، المحقق: صغير أحمد الأنصاري أبو حماد، مكتبة مكة الثقافية، رأس الخيمة - الإمارات العربية المتحدة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤ م
110. الذريعة إلى مكارم الشريعة، أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (ت ٥٠٢هـ)، تحقيق: د. أبو اليزيد أبو زيد العجمي، دار السلام - القاهرة، عام النشر: ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م
111. نوادر الأصول في أحاديث الرسول ﷺ، محمد بن علي بن الحسن بن بشر، أبو عبد الله، الحكيم الترمذي (ت نحو ٣٢٠هـ)، المحقق: عبد الرحمن عميرة، الناشر: دار الجيل – بيروت

112. مسند الموطأ للجوهري، أَبُو القَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدٍ الغَافِقِيُّ، الجَوْهَرِيُّ المالكي (ت ٣٨١هـ)، تحقيق: لطفي بن محمد الصغير، طه بن علي بُو سريح، دار الغرب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٩٩٧ م

113. صفة الصفوة، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، المحقق: أحمد بن علي، دار الحديث، القاهرة، مصر، الطبعة: ١٤٢١هـ/٢٠٠٠م

114. المصنف، أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني (١٢٦ - ٢١١ هـ)، المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي- الهند، توزيع المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ هـ - ١٩٨٣

115. البدع والنهي عنها، محمد بن وضاح القرطبي، تحقيق ودراسة: عمرو عبد المنعم سليم، مكتبة ابن تيمية، القاهرة- مصر، مكتبة العلم، جدة - السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ

116. الشريعة، أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (ت ٣٦٠ هـ)، المحقق: الدكتور عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي، دار الوطن - الرياض، الطبعة: الثانية، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م

117. الخصائص، أبو الفتح عثمان بن جني الموصلي (المتوفى: ٣٩٢ هـ)، ت: محمد على النجار،عالم الكتب، بيروت

118. محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (ت ٥٠٢هـ)، شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ

119. خزانة الأدب وغاية الأرب، ابن حجة الحموي، تقي الدين أبو بكر بن علي بن عبد الله الحموي الأزراري (ت ٨٣٧هـ)، المحقق: عصام شقيو، دار ومكتبة الهلال-بيروت، دار البحار-بيروت، الطبعة: الطبعة الأخيرة ٢٠٠٤م

120. القصاص والمذكرين، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، المحقق: د. محمد لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٩ هـ - ١٩٨٨م

121. الغرباء، أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيُّ البغدادي (ت ٣٦٠هـ)، المحقق: بدر البدر، دار الخلفاء للكتاب الإسلامي - الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٠٣

122. أدب الدنيا والدين، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (ت ٤٥٠هـ)، دار مكتبة الحياة، الطبعة: بدون طبعة، تاريخ النشر: ١٩٨٦م

123. النكت على مقدمة ابن الصلاح، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي الشافعي (ت ٧٩٤هـ)، المحقق: د. زين العابدين بن محمد بلا فريج، أضواء السلف - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م

124. الجواهر المضية في طبقات الحنفية، محمد بن محمد بن نصر الله بن سالم بن أبي الوفاء القرشي الحنفي المصري (٦٩٦ - ٧٧٥ هـ)، وهو أول من صنف في طبقات الحنفية، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية - حيدر آباد الدكن - الهند، [وهي نفس طبعة (مير محمد كتب خانه - كراتشي)]، الطبعة: الأولى، ١٣٣٢ هـ
125. التبيان في آداب حملة القرآن، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، حققه وعلق عليه: محمد الحجار، الطبعة: الثالثة مزيدة ومنقحة، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٤ م، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع - بيروت – لبنان
126. الروض الداني (المعجم الصغير)، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (ت ٣٦٠هـ)، المحقق: محمد شكور محمود الحاج أمرير، المكتب الإسلامي , دار عمار - بيروت , عمان، الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ – ١٩٨٥
127. المجالسة وجواهر العلم، أبو بكر أحمد بن مروان بن محمد الدينوري القاضي المالكي (ت ٣٣٣ هـ)، المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، جمعية التربية الإسلامية (البحرين - أم الحصم)، دار ابن حزم (بيروت - لبنان)، الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م
128. الكفاية في علم الرواية، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، صححه: أبو عبدالله السورقي، قابله: إبراهيم حمدي المدني، جمعية دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد، الدكن، الطبعة: الأولى، ١٣٥٧ هـ، (صَوّرتْها المكتبة العلمية - المدينة المنورة، وغيرها)
129. روضة العقلاء ونزهة الفضلاء، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (ت ٣٥٤هـ)، المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد، دار الكتب العلمية – بيروت
130. مسند إسحاق بن راهويه، أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلي المروزي المعروف بـ ابن راهويه (ت ٢٣٨هـ)، المحقق: د. عبد الغفور بن عبد الحق البلوشي، مكتبة الإيمان - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ – ١٩٩١
131. المنامات، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١ هـ)، المحقق: عبد القادر أحمد عطا [ت ١٤٠٣ هـ]، مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ – ١٩٩٣
132. اقتضاء العلم العمل، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الرابعة، ١٣٩٧
133. الزهد والرقائق لابن المبارك، من رواية الحسين المروزي (وملحق بآخره زيادات من رواية نعيم بن حماد)، عبد الله بن المبارك المروزي (ت ١٨١ هـ)، حققه وعلق عليه: حبيب الرحمن الأعظمي، قام بنشره: محمد

عفيف الزعبي، بإذن خطي من محققه حبيب الرحمن الأعظمي، ووكيل مجلس إحياء المعارف بـ (ماليكاون) ناسك (الهند)

134. التاريخ عن أبي زكريا يحيى بن معين - رواية أبي الفضل العباس بن محمد بن حاتم الدوري عنه، أبو زكريا يحيى بن معين، ضمن كتاب: يحيى بن معين وكتابه التاريخ، دراسة وترتيب وتحقيق: الدكتور أحمد محمد نور سيف، مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي - مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩ – ١٩٧٩

135. معجم السفر، صدر الدين، أبو طاهر السِّلَفي أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم سِلَفَه الأصبهاني (ت ٥٧٦هـ)، المحقق: عبد الله عمر البارودي، المكتبة التجارية - مكة المكرمة

136. تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين للسمرقندي، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (ت ٣٧٣هـ)، حققه وعلق عليه: يوسف علي بديوي، دار ابن كثير، دمشق - بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م

137. تلبيس إبليس، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (ت ٥٩٧هـ)، دار الكتاب العربي، بيرزت، لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى، ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م

138. سير أعلام النبلاء، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي (ت ٧٤٨ هـ)، تحقيق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط، تقديم: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥ م

139. ترتيب المدارك وتقريب المسالك، أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (ت ٥٤٤هـ)، المحقق: جزء ١: ابن تاويت الطنجي، ١٩٦٥ م، جزء ٢، ٣، ٤: عبد القادر الصحراوي، ١٩٦٦ - ١٩٧٠ م، جزء ٥: محمد بن شريفة، جزء ٦، ٧، ٨: سعيد أحمد أعراب ١٩٨١-١٩٨٣م، مطبعة فضالة - المحمدية، المغرب، الطبعة: الأولى

140. الصمت وآداب اللسان، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (ت ٢٨١هـ)، المحقق: أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٠

141. المعجم، أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (ت ٣٠٧هـ)، المحقق: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية - فيصل آباد، الطبعة: الأولى، ١٤٠٧

142. ميزان الاعتدال في نقد الرجال، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، تحقيق: علي محمد البجاوي، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٣٨٢ هـ - ١٩٦٣ م

143. ذم الكلام وأهله، أبو إسماعيل الهروي (ت ٤٨١ هـ)، المحقق: عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل [ت ١٤٢٥ هـ]، مكتبة العلوم والحكم -

المدينة المنورة، عدد الأجزاء: ٦ (طُبعَتْ تباعًا، مع مجلد فهارس للخمسة الأولى، وقد خلَتْ هذه النسخة الإلكترونية من الجزء ٦)، الطبعة: الأولى، (١٤١٦ هـ=١٩٩٦ م) - (١٤٢٢ هـ=٢٠٠٢ م)، أصل الجزئين ١ - ٢: رسالة ماجستير للمحقق، والأجزاء ٣ - ٥ رسالته للدكتوراه، ثم حَقق الجزء ٦ وطبعه لاحقًا، ثم توفي قبل طباعة الجزء ٧ الذي يتم به الكتاب بتجزئة الأصل، تنبيه: للكتاب طبعة أخرى كاملة في ٥ مجلدات، عن مكتبة الغرباء الأثرية بالمدينة النبوية، بتحقيق أبي جابر الأنصاري

144. مسند ابن الجعد، علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي (ت ٢٣٠هـ)، تحقيق: عامر أحمد حيدر، مؤسسة نادر - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤١٠ – ١٩٩٠

145. العلم، أبو خيثمة زهير بن حرب النسائي (ت ٢٣٤ هـ)، المحقق: محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ – ١٩٨٣

146. الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء (مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم) وذِكر عيون من أخبارهم وأخبار أصحابهم للتعريف بجلالة أقدارهم، أبو عمر، يوسف بن عبد البر النمري القرطبي (ت ٤٦٣ هـ)، عُنيَتْ بنشره: مكتبة القدسي، بالقاهرة، عام ١٣٥٠ هـ، تصوير: دار الكتب العلمية – بيروت

147. التاريخ الكبير، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (ت ٢٥٦هـ)، المحقق: السيد هاشم الندوى، طبعة: دار الفكر بيروت

148. العلم والتاريخ، أبو يوسف يعقوب بن سفيان الفسوي (ت 277هـ)، الحقائق: أكرم ضياء العمري، مصيطة الرسالات، بيروت لبنان، الطبّة: الوالي 1401هـ، 1971م.

149. أخبار القضاة، أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ حَيَّانَ بْنِ صَدَقَةَ الضَّبِّيّ البَغْدَادِيّ, المُلَقَّب بِ"وَكِيْع" (ت ٣٠٦هـ)، المحقق: صححه وعلق عليه وخرّج أحاديثه: عبد العزيز مصطفى المراغي، المكتبة التجارية الكبرى، بشارع محمد علي بمصر لصاحبها: مصطفى محمد، الطبعة: الأولى، ١٣٦٦هـ=١٩٤٧م، (صورتها عالم الكتب، بيروت، ومكتبة المدائن - الرياض)

150. التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (ت ٤٦٣هـ)، تحقيق: مصطفى بن أحمد العلوي , محمد عبد الكبير البكري، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب، عام النشر: ١٣٨٧ هـ

151. الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)، تحقيق: الدكتور محمد بن لطفي الصباغ، عمادة شؤون المكتبات - جامعة الملك سعود، الرياض

152. تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، جمال الدين أبو الحجاج يوسف بن عبد الرحمن المزي (ت ٧٤٢هـ)، المحقق: عبد الصمد شرف الدين، طبعة: المكتب الإسلامي، والدار القيّمة، الطبعة: الثانية: ١٤٠٣هـ، ١٩٨٣م
153. الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة، أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن بَطَّة العكبري الحنبلي (ت ٣٨٧ هـ)، المحقق: رضا معطي، وعثمان الأثيوبي، ويوسف الوابل، والوليد بن سيف النصر، وحمد التويجري، دار الراية للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م
154. تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر التميمي، الحنظلي، الرازي ابن أبي حاتم (ت ٣٢٧هـ)، المحقق: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفى الباز - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثالثة - ١٤١٩ هـ
155. بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، الحارث بن أبي أسامة (١٨٦ - ٢٨٢ هـ)، المنتقي: نور الدين علي بن سليمان بن أبي بكر الهيثمي الشافعي (٧٣٥ - ٨٠٧ هـ)، المحقق: د. حسين أحمد صالح الباكري، أصل التحقيق: أطروحة دكتوراة للمحقق، شعبة السنة بقسم الدراسات العليا بالجامعة الإسلامية، مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، ١٤١٣ هـ - ١٩٩٢ م
156. تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (ت ٩٦٣هـ)، المحقق: عبد الوهاب عبد اللطيف , عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٣٩٩ هـ

العروة في الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء، جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

توہینِ رسالت اور اسلامی قوانین

تالیف

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وحواشی	تحقیق وتخریج
مفتی ابو محمد اعجاز احمد مدظلہ العالی	علامہ عبد اللہ فہیمی مدظلہ العالی

تقدیم

حضرت علّامہ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النور)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارسِ حفظ وناظرہ (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآنِ پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

درسِ نظامی (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درسِ نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

تخصّص فی الفقہ الاسلامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ الاسلامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلۂ اشاعت

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مُقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

کُتب لائبریری

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء کرام کے نادر و نایاب مخطوطات، عربی و اردو کُتب مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

روحانی پروگرام

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ہر اتوار عصر تا مغرب ختمِ قادریہ اور خصوصی دعا۔ تسکینِ روح اور تقویتِ ایمان کے لئے شرکت کریں۔

النور اکیڈمی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت دینی و دنیاوی تعلیم کے حَسین امتزاج سے اپنے بچوں اور بچیوں کو مزین کریں۔ صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔

درسِ شفاء شریف

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت خواتین کے لئے ہر پیر و منگل صبح دس سے گیارہ بجے درس ہوتا ہے جس میں شرکت کے لئے صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔